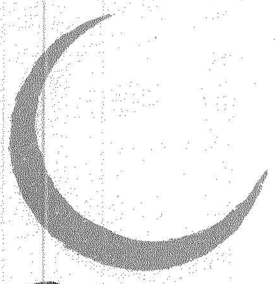
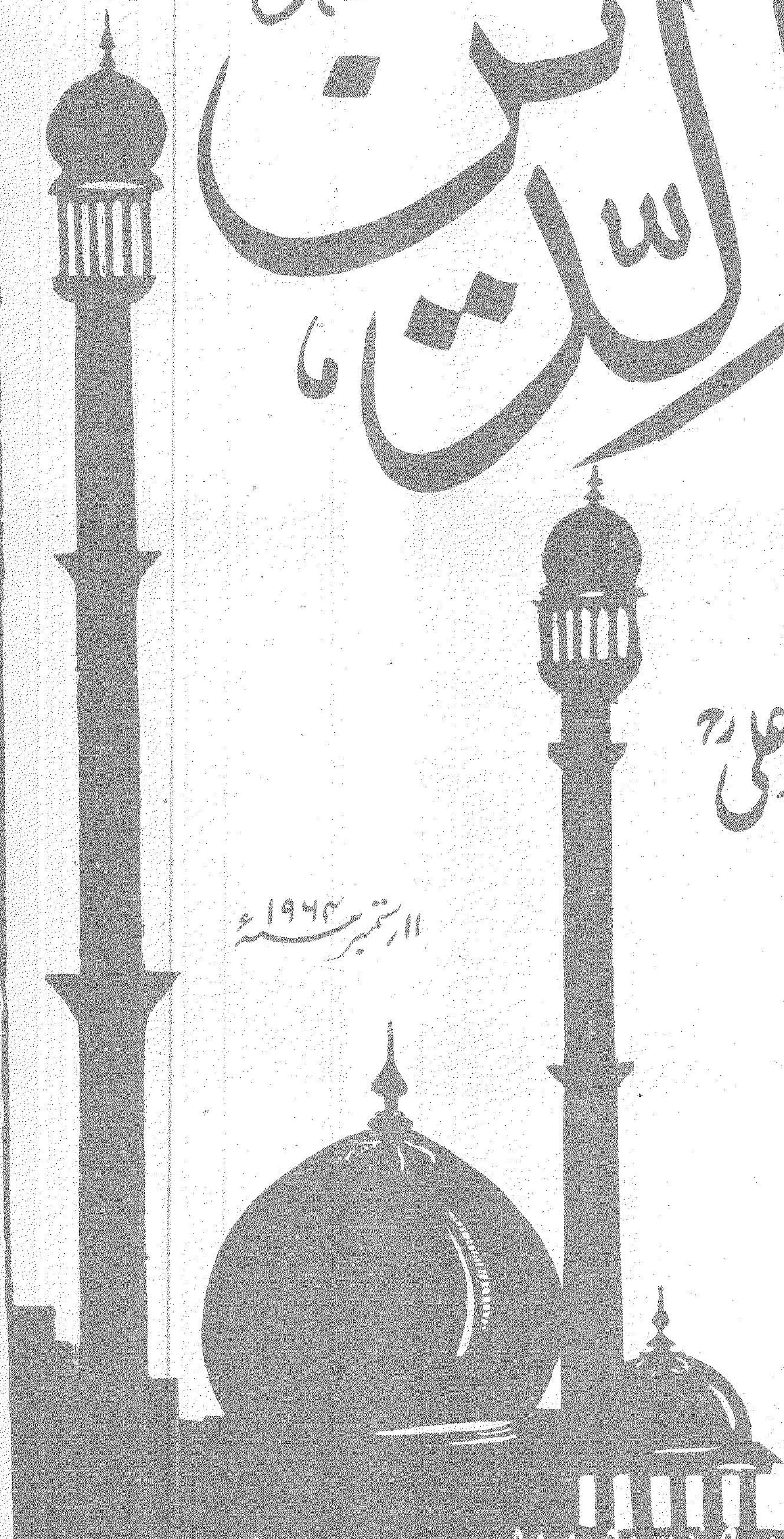




10/18

ہفت روزہ خدام الدین لاہور



بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۱ ستمبر ۱۹۶۴ء

۴ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ

ہدیہ ۲۵ پیسے



یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

محبت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنِّيْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ قَالَ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ اللّٰهُ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُ اِنِّيْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِي الْاَرْضِ۔

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے۔ میں محبت کرتا ہوں فلاں بندہ سے تو بھی اس سے محبت کر پھر جبرئیل علیہ السلام محبت کرتے ہیں اس سے اور آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے فلاں سے، تم بھی محبت کرو اس سے، پھر آسمان والے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں وہ مقبول ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے کسی بندہ سے تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ میں فلاں بندہ کا دشمن ہوں تو بھی اس کا دشمن ہو جا، پھر وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں پھر منادی کر دیتے ہیں آسمان والوں میں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے دشمنی رکھتا ہے تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ وہ بھی اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ بعد اس کے زمین والوں کے دلوں میں اس کی دشمنی جم جاتی ہے یعنی زمین میں بھی جو اللہ کے نیک بندے یا فرشتے ہیں وہ اس کے دشمن رہتے ہیں

روحوں کی پہچان

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِحَدِيْثٍ يَرْفَعُهٗ قَالَ النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَ الذَّهَبِ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَالْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ

ترجمہ:۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں کی بھی مثال ایسی ہے جیسے سونے اور چاندی کی کانوں کی جاہلیت کے زمانہ میں جو لوگ بہتر تھے اسلام کے زمانہ میں بھی وہی بہتر ہیں (یعنی جو اس وقت میں شریف اور نیک ذات اور خوش خلق تھے یا شجاع اور بہادر تھے وہ اسلام میں بھی ایسے ہیں) جب سمجھدار ہوں۔ اور روحوں کے جھنڈ جھنڈ الگ ہیں۔ پھر جن روحوں ایک دوسرے سے وہاں پہچان تھی۔ دنیا میں بھی اُن میں الفت ہوئی اور جو وہاں غیر تھیں وہ یہاں بھی غیر رہیں

دوستی

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ حُبُّ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قَالَ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَرَحًا اَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَاَرْجُوْ اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِهِمْ

ترجمہ:۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہے؟ آپ نے فرمایا تو نے قیامت کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ وہ بولا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کو آپ نے فرمایا۔ تو تو اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس سے محبت رکھے۔ انس نے کہا۔ کہ ہم اسلام کے بعد کسی چیز سے اتنا خوش نہیں ہوئے جتنا اس حدیث کے سننے سے ہوئے۔ انسؓ نے کہا میں تو محبت رکھتا ہوں اللہ سے اور اس کے رسولؐ سے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے اور مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میں ان کے ساتھ ہوں گا گو میں نے اُن کے سے اعمال

نہیں کئے۔

دنیا میں خوشی

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ الرَّجُلَ يَعْمَلُ الْعَمَلَ مِنَ الْخَيْرِ وَيَحْمَدُهُ النَّاسُ عَلَيْهِ قَالَ تِلْكَ عَاجِلُ بُشْرَى الْمُؤْمِنِ

ترجمہ:۔ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس شخص کے باب میں جو اچھے اعمال کرتا ہے۔ اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بالفعل خوشخبری ہے مومن کو (یعنی آخرت میں جو ثواب اور اجر ہے وہ تو الگ ہے۔ یہ دنیا ہی میں خوشی ہے اس کے لئے کہ لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں)

کاتب تقدیر

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنَّا فِيْ جَنَازَةٍ فِيْ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَكَسَ فَجَعَلَ يَنْكُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوْسَةٍ اِلَّا وَقَدْ كَتَبَ اللّٰهُ مَكَانَهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَتْ شَقِيَّةً اَوْ سَعِيْدَةً قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَمْكُثُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَقَالَ مَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيْرُ اِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَقَالَ اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ اَمَّا اَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝

ترجمہ:۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہم بقیع میں تھے (بقیع مدینہ منورہ کا قبرستان ہے) ایک جنازہ کے ساتھ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ بیٹھے، ہم بھی آپ کے گرد بیٹھے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ سر جھکا کر بیٹھے اور چھڑی سے زمین پر لکیریں کرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا نہیں۔ کوئی جان ایسی نہیں ہے جس کا اللہ نے ٹھکانا نہ لکھ دیا ہو کہ وہ نیک بخت ہے یا بدبخت ہے۔ ایک شخص بولا یا رسول اللہ پھر ہم ا...

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

ہفت روزہ

خدام الدین

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ | ۳ر جمادی الاوّل ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۱ر ستمبر ۱۹۶۴ء | شمارہ ۱۸

ہمارا اقتصادی نظام

ہمارے وزیر خزانہ، صدر مملکت اور دوسرے ذمہ دار افراد بار بار اعلان کر چکے ہیں کہ ہم اپنی معیشت چند ہاتھوں میں نہیں جانے دیں گے اور عوام کی مالی حالت مزید دِگرگوں نہیں ہونے دیں گے۔ تا دمِ تحریر کوئی مثبت اقدام حکومت کی طرف سے ہمارے سامنے نہیں آیا۔ تیسرے پنج سالہ منصوبہ میں ممکن ہو۔ کہ پلاننگ کس طرح کی گئی ہو کہ اقتصادی نظام عوام کے لئے سود مند ہو سکے۔ لیکن آج کل جو نئی صنعت، بنک یا تجارتی ادارہ قائم ہوتا ہے اُس میں وہی بڑے بڑے معروف سرمایہ کار ہوتے ہیں۔ اس طرح ہر بڑے معروف سرمایہ دار کے پاس متعدد صنعتی ادارے، بنک، بیمہ کمپنی وغیرہ وغیرہ ہیں۔ جب حکومت کے ذہن میں سرمایہ اندوزی کے خلاف پلاننگ موجود ہے تو ان بڑے بڑے سرمایہ داروں کو مزید تجارتی اور صنعتی ادارے کھولنے کی نئی اجازت کیوں دیتی ہے؟ دوسرے افراد کو کیوں نہیں موقع دیا جاتا یہی وجہ ہے کہ آج سرمایہ داری نظام کا آہنی جال عوام کے گرد محیط ہے۔ کپڑے کے لئے ان کے محتاج، آٹا ان کی ملوں سے حاصل کریں اور دیگر اشیائے صرفہ کے نرخ جس طرح چاہیں مقرر کریں۔ تجارتی اور صنعتی میدانوں میں فتوحات کے بعد ایسے سرمایہ دار سیاست میں پوری دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور اگر خدانخواستہ قومی اور صوبائی مقننہ میں ان کا گروپ بن گیا تو عوام کی حالت مزید پتلی ہونے کا خدشہ ہے۔ ہماری حکومت کا فرض ہے کہ یہ رجحان سرمایہ داری سختی سے روکے۔ تجارتی اور صنعتی ادارے زیادہ سے زیادہ عوام کے ہاتھوں میں ہوں۔ یا تو امداد باہمی اصولوں پر ادارے قائم ہوں یا جہاں تک ممکن ہو سکے سرمایہ کاری کے ادارے قومیلئے جائیں وہاں دیانتدار اہلکار مقرر کرکے انہیں زیادہ سے زیادہ عوام کے لئے سہولت مند بنایا جائے۔ خوشحال عوام پُر امن شہری ہوں گے بدحال اور فاقہ زدہ مخلوق لاقانونیت اور بے راہ روی کی روش پر چلے گی۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابہ خاکِ کاشغر — اقبالؔ

جس وقت علامہ اقبالؒ یہ شعر قلمبند کر رہے تھے۔ اس وقت عالمِ اسلام کا سیاسی نقشہ آج کی طرح نہ تھا۔ مسلمان ممالک یا تو مغربی غلامی اور نیم غلامی میں مبتلا تھے یا بڑی بڑی یورپی طاقتیں اُن کی سرحدوں پر جھانک رہی تھیں۔ جہاں تک سیاسی آزادی کا تعلق ہے مسلمان تقریباً غیر ملکی استبداد سے نجات حاصل کر چکے ہیں لیکن حرم کی پاسبانی اور اُن کی یک جہتی کا خواب ابھی شرمندۂ تعبیر ہے۔ مسلمان ممالک آزاد ہونے گئے لیکن دوسرے ممالکِ اسلامی کی نظروں میں نہ جانے کیوں خار بن کر کھٹکنے لگے۔ پاکستان کی آزادی شروع شروع میں افغانستان کو نہ بھائی۔ اقوامِ متحدہ میں پاکستان کی رکنیت کا سوال آیا تو مخالفت فقط ایک ملک کی طرف سے ہوئی اور وہ اسلامی ملک اور ہمسایہ ملک افغانستان تھا۔ بعینہٖ مشرقِ وسطیٰ میں ہوا اور تا حال ہو رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے اسلامی ممالک ہیں لیکن استعماری طاقتوں کے ایماء پر دوسرے ہمسایہ غریب اور اسلامی ملک کی بیخ کنی پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں قبرص میں ترک مسلمان مظلوم و مجبور ہیں لیکن پادری میکاریوس اُن پر مزید تشدّد اور تعدّی کے لئے صدر جمال عبدالناصر سے ہدایات حاصل کر رہا ہے — مشرقِ بعید میں انڈونیشیا اور ملائیشیا بڑی جنگ کے دہانے پر کھڑے ہیں کتنے افسوس کا مقام ہے کہ صدر سکارنو اور وزیر اعظم عبدالرحمٰن دونوں مسلمان ہیں لیکن ان کی آپس میں صلح کرانے والے ممالک جاپان اور فلپائن جیسے لامذہب ممالک ہیں۔ گویا عالمِ اسلام کے حالات مجموعی طور پر افسوسناک ہیں اس عالمِ مایوسی میں پاکستان، ترکی اور ایران کا اتحاد ایک امیّد کی چنگاری ہے۔ ہم اس اتحاد کا خیر مقدم کرتے ہوئے اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں خدا کرے کہ یہ اتحاد عالمِ اسلام کے لئے مثالی اتحاد بنے اور دوسرے اسلامی ممالک اس میں مقتدی ہو جائیں نفاق کے نتائج سامنے ہیں پھوٹ ہو گئی تو غیر ملکی طاقتیں کو دخل اندازی کا موقع ملتا رہیگا اور عالمِ اسلامی آزادی یقیناً حقیقی آزادی نہیں ہو گی۔

احترامِ مساجد

قبل از تقسیم اگر ہندوؤں کی بارات باجہ بجاتی ہوئی مسجد کے سامنے سے گزرتی تھی تو ہندو مسلم فساد کا خطرہ ح درپیش ہو جاتا تھا۔ ہندو فی الواقع قائل ہو جاتے تھے کہ مسلمان اسلامی حکم حرمت المزامیر کی پوری پوری پابندی کرتے اور کراتے ہیں لیکن آج پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مساجد کے سامنے اور عین نماز کے وقت باجہ بجانے اور بجوانے والے خود مسلمان ہی ہوتے ہیں مساجد کے زیر سایہ پان سگرٹ فروشوں اور اشیائے خوردنی کی دکانوں میں ریڈیو اونچی آواز سے بجائے جاتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزامیر کو حرام قرار دیا ہے لیکن مسلمانوں نے اسے شعار بنا لیا ہے ہم مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ کم از کم مساجد کا احترام تو ملحوظ خاطر رکھا کریں۔ مساجد سے دُور باجا بجانا ناجائز فعل ہے لیکن مساجد کے سامنے باجا بجانا نہ صرف ناجائز بلکہ دوسروں کیلئے انتہائی دل آزاری بھی ہے اور باعثِ طعنِ اغیار بھی ہے۔ ح

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہٗ

کا پروگرام

جمعرات ۱۰ر ستمبر ۱۹۶۴ء بعد از عشاء۔ صدارت جلسہ سیرت۔ عبدالکریم روڈ قلعہ گوجر سنگھ لاہور

جمعہ ۱۱ر ستمبر بعد از عشاء۔ مسجد مولانا اسحاق صاحب باغبانپورہ لاہور

ہفتہ ۱۲ر ستمبر:۔ بذریعہ کراچی ایکسپریس عازم ڈیرہ نواب صاحب ہونگے۔

اتوار ۱۳ر ستمبر:۔ احمد پور شرقیہ۔ بعد از نماز فجر درس قرآن۔ درس کے بعد علی پور کو روانگی۔ اور رات کو علی پور میں قیام۔

سوموار ۱۴ر ستمبر:۔ علی پور سے عازم بانر شریف ہونگے۔ رات کا قیام بستی بانر شریف

منگل ۱۵ر ستمبر:۔ بانر شریف سے خان گڑھ تشریف لے جائیں گے۔
رات کو حضرت مولانا محمد عمر صاحب کے ہاں عیدگاہ مظفر گڑھ میں قیام فرمائیں گے۔

بدھ ۱۶ر ستمبر:۔ مظفر گڑھ سے لاہور کو روانگی۔

ح مساجد کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے! اس سلسلہ میں حکومت سے التماس ہے کہ بذریعہ قانون مساجد کے احترام کا اہتمام کرے۔ تاکہ خلاف ورزی کرنے والوں کی باز پُرس بھی ہو سکے۔

مجلسِ ذکر :- ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۳ ستمبر ۱۹۶۴ء

محاسبۂ نفس

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ - امابعد - فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ بار احسان وشکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی یاد کرنے کی توفیق عطا فرمائی - اللہ تعالیٰ اُن بزرگانِ دین کی قبروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے جن کی بدولت ہمیں اسلام کی دولت نصیب ہوئی ہے - اور یادِ الٰہی کی توفیق اور عبادت کا شوق پیدا ہوا ہے - حضرتؒ نے روحانی امراض سے نجات پانے کے لئے یہ ذکر اللہ کرنے کا طریقہ سکھایا - جو کہ شریعت کے عین مطابق ہے - اللہ ہم سب کو تادمِ حیات اس پر قائم رہنے اور کثرت سے رضا الٰہی کے لئے ذکر اللہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین!

اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا - البقرہ پ ۱ - آیت ۲۹

اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان کی سب چیزیں انسان کے لئے پیدا کی ہیں — اور اللہ تعالےٰ کی نعمتیں لاتعداد ہیں - اِن تعدو نعمت اللہ لاتحصوھا - اگر تم ان نعمتوں کو گننا چاہو تو شمار نہ کر سکو - کہ انسان شمار نہیں کر سکتا - کہ اُس نے زندگی میں کتنا دودھ پیا ہے، کتنے پھل کھائے ہیں، کتنا پانی پیا ہے - غرض خشکی کی نعمتیں بے انتہا ہیں - اسی طرح سمندر کی نعمتیں مچھلیاں، ہیرے، جواہرات وغیرہ اور دوسری بے شمار عجیب و غریب نعمتیں ہیں جو انسان کے احاطۂ شمار سے باہر ہیں - اور جب زمین و آسمان کی یہ ساری نعمتیں انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں تو پھر انسان کس لئے پیدا کیا گیا ہے - اس کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:-

ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون

کہ ہم جنّ اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے - یعنی اس دنیا میں انسان صرف کھانے پینے رہنے سہنے کے لئے پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کا اصل مقصد اللہ اور اس کے رسولؐ کی خوشنودی حاصل کرنا اور عبادت الٰہی کرنا ہے - انسان کو اس دنیا میں رہنے کے لئے کھانے پینے رہن سہن کے مسائل سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے - لیکن جو ان دنیوی مسائل میں اتنا پھنس جائے کہ رضائے الٰہی کے لئے کوئی کوشش نہ کرے - ہر قدم اس کا اللہ اور اس کے رسولؐ کی ناراضگی میں اُٹھتا ہو تو وہ سراسر گھاٹے اور نقصان میں ہے - ایسے انسانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دوزخ تیار کر رکھی ہے - جو اپنے مقصدِ حیات کو بالکل بھول بیٹھے ہیں - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

الدنیا سجن المومن وجنت الکافر

کہ دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے - جو انسان اس دنیا کی زندگی کو اطاعت میں گزارتے ہیں - سارا دن حصول رضائے الٰہی کی کوشش کرتے ہیں - ذکر اللہ کثرت سے کرتے ہیں - رشوت اور سود خوری کی لعنتوں سے دُور رہتے ہیں - کسی کا مال غصب نہیں کرتے - زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے ہیں - غرباء و مساکین کی امداد کرتے ہیں - ایسے مومنوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے جنت الفردوس تیار کر رکھی ہے - ان ہی کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں -

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولا ھم یحزنون -

کہ خبردار! یہ اللہ کے دوست ہیں نہ انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم - کیوں کہ انہوں نے ساری زندگی محتاط رہ کر گذاری - یہ راتوں کو اُٹھ کر بارگاہ الٰہی میں عاجزی و انکساری کرتے تھے - ان کا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اُٹھتا تھا -

حضرات! ہمارے سارے اعمال لکھے جاتے ہیں - ہمیں جانوروں کی طرح بے فکر نہیں ہونا چاہیئے - مومن وقتی لذّات اور خواہشات نفسانی پر نظر نہیں رکھتا - وہ ہر کام رضائے الٰہی کے لئے کرتا ہے - جانوروں کے لئے کوئی ضابطہ حیات نہیں ہے - لیکن مسلمانوں کے لئے ضابطہِ حیات موجود ہے -

مسلمانوں اور جانوروں میں فرق ہونا چاہیئے یہ نہیں کہ جانوروں اور کافروں کی طرح کھایا پیا بچے جنے اور مر گئے - آج کل مسلمانوں کی اکثریت کی زندگی کافروں اور جانوروں جیسی ہے — انگلیوں پر گنے جائیں گے وہ لوگ جو پرہیزگار ہیں - جو وقت کو بیہودہ کاموں میں ضائع نہیں کرتے - جو امراض روحانی سے نجات حاصل کرنے کے لئے کوشش کرتے ہیں - جو کاروبار، ملازمت وغیرہ ایمانداری اور دیانتداری سے کرتے ہیں - انگلیوں پر گنے جاتے ہیں جو لوگ باقاعدہ زکوٰۃ دیتے ہیں جو رضائے الٰہی کے لئے کوشش کرتے ہیں

آج صنعت و حرفت اور کاروبار کرنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں دین کی کوئی پرواہ نہیں - اگر ہم شریعت پر عمل کریں گے تو کاروبار اور صنعت و حرفت نہیں چل سکے گا - یہ اُن کی جہالت و بیوقوفی ہے - میں اُن سے پوچھتا ہوں - کہ کیا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تجارت نہیں کرتے تھے ؟ وہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے کپڑے کے تاجر تھے اور سب سے زیادہ مالدار تھے - اسی طرح صحابہ کرامؓ صنعت و حرفت اور کاروبار کرتے تھے اور اس تجارت اور کاروبار کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ متقی اور پرہیزگار تھے - عبادت الٰہی اور ذکر اللہ کثرت سے کرتے تھے - زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے تھے -

حضرات! تجارت و کاروبار کے فلسفے سیکھنے سے پہلے اپنی نجات کے فلسفے کو سیکھیں اپنی اصلاح کی فکر کریں - اس کے لئے صحابۂ کرامؓ و بزرگانِ دین کے واقعات پڑھیں - علم دین حاصل کریں - نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھیں - ذکر اللہ کثرت سے کریں - یہی نیکی کے اعمال آپ کے کام آئیں گے - ان ہی سے نجات حاصل ہوگی - باقی سب مال و دولت جائداد وغیرہ یہیں دھری رہ جائے گی -

علمائے حق حجت اتمام کر رہے ہیں — کوئی قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکے گا کہ ما جاءنا من نذیر - کہ اے ہمارے رب! ہمارے پاس تو تیری طرف سے کوئی ڈرانے والا آیا ہی نہیں تھا آج سب جانتے ہیں کہ جھوٹ بول کر کاروبار کرنا گناہ ہے - سودی کاروبار حرام ہے - سب کو علم ہے کہ رشوت لینا - دوسروں کے مال کو غصب کرنا - بہنوں کے حقوق کو ادا نہ کرنا - نماز نہ پڑھنا - زکوٰۃ ادا نہ کرنا - کلبوں میں جا کر ڈانس کرنا اور دوسرے بے حیائی اور بے غیرتی کے کام کرنا سب گناہ ہیں - لیکن سب جان بوجھ کر کرتے ہیں - یہ خود دوزخ میں جانے کے سامان پیدا کر رہے ہیں - اگر آپ شریعت کے مطابق زندگی گذاریں گے نیک کام کریں گے تو آخرت میں نجات ہوگی - ورنہ بُرے اعمال اور اللہ کی نافرمانی کے باعث دوزخ میں جانا پڑے گا -

اگر ہم اپنے مقصدِ حیات کو نہیں بھولے اور ہمیں قبر اور آخرت کی نجات کی فکر ہے تو ہم مسلمانوں

خطبہ جمعہ ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۴ھ بمطابق ۴ ستمبر ۱۹۶۴ء

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

حق تعالیٰ شانہٗ کا درِ رحمت ہر وقت کھلا ہے

لہٰذا بندگانِ خدا کو اپنے گناہوں کے باعث مغفرت سے مایوس نہ ہونا چاہئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ○ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ (پ ۲۴ الزمر آیت ۵۳-۵۵)

ترجمہ۔ کہہ دو اے میرے بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیگا بے شک وہ بخشنے والا رحم والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کا حکم مانو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہیں مدد نہ مل سکے گی۔ اور ان اچھی باتوں کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ تم پر ناگہاں عذاب آجائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یہ آیت الرحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگزر کی شانِ عظیم کا اعلان کرتی ہے۔ اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہوجانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اُس کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اللہ جس کو چاہے سب گناہ معاف کرسکتا ہے۔ کوئی اُس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ پھر بندہ نا امید کیوں ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ اُس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کردی گئی۔ کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا کو لِمَنْ یَّشَآءُ کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے

کما قال تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ

اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدون توبہ کے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا بڑا گناہ معاف ہی نہ کرسکے۔ اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لئے توبہ کی ضرورت ہی نہیں بدون توبہ کے سب گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ قید صرف مشیت کی ہے۔ اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتلا دیا گیا۔ کہ وہ کفر و شرک سے بدون توبہ کے متعلق نہ ہوگی۔ چنانچہ آیت ہذا کی شان نزول بھی اسی پر دلالت کرتی ہے۔ (دوسری آیت میں) مغفرت کی امید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا یعنی گزشتہ غلطیوں پر نادم ہوکر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑ دو۔ اور اُس رب کریم کی طرف رجوع ہوکر اپنے کو بالکلیہ اُسی کے سپرد کردو۔ اُس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں نجات محض اُس کے فضل سے ممکن ہے۔ ہمارا رجوع و انابت بھی بدون اُس کے فضل و کرم کے میسر نہیں ہوسکتا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

”جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا تو جو کفار۔ دشمنی میں لگے رہتے تھے سمجھے کہ لاریب اُس طرف اللہ ہے۔ یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچھتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے۔ کہ اب ہماری مسلمانی کیا ہوگی۔ دشمنی کی، لڑائیاں لڑے۔ اور کتنے خدا پرستوں کے خون کئے تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے، نا امید مت ہو، توبہ کرو اور رجوع ہو، بخشے جاؤگے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی اُس وقت کی توبہ قبول نہیں۔ نیز اس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

(بہتر بات یہ ہے کہ) قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کرلو ورنہ معائنہ عذاب کے بعد کچھ تدارک نہ ہوسکے گا۔ نہ کوئی تدبیر بن پڑے گی۔ عذاب الٰہی اس طرح ایک دم آدبائے گا۔ کہ خبر بھی نہ ہوگی کہ کہاں سے آگیا۔

حاصل

اِن آیات کا یہ نکلا کہ:-

۱- بندگانِ خدا کو اپنے گناہوں کے باعث مغفرت سے مایوس نہ ہونا چاہئے۔

۲- موت کے آنے سے پہلے اللہ کی طرف انابت و رجوع کرنے سے معافی مل سکتی ہے۔

۳- اتباع قرآن کو شیوہ بنانا اور حق تعالیٰ شانہٗ کی فرمانبرداری کرنا ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔

بزرگانِ محترم!

آیات مذکورہ بالا میں اُن بندگان خدا کے نام ایک پیغام مسرت ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کا کچھ حصہ شرک و بت پرستی اور اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی نافرمانی میں گزارا ہے۔ مگر ایک دن جب اُن کو اپنی غلطی اور حقیقت کا احساس ہو جاتا ہے۔ تو وہ پچھتانے لگتے ہیں اور اپنے افعال بد کے پیش نظر مایوس ہوکر بیٹھ جاتے ہیں کہ ان گناہوں اور سیاہ کرداریوں کے ہوتے ہوئے ہماری نجات کیسے ممکن ہے چنانچہ ان کے لئے ارشاد ہوتا ہے کہ اے لوگو! خدا سے کبھی مایوس نہ ہونا۔ اُس کا در رحمت ہر وقت کھلا ہے۔ خواہ تم پہلے کسی مذہب پر رہے، خواہ تم نے کسی حالت میں زندگی گزاری، خواہ تم بُرے کام کرتے رہے۔ لیکن جب بھی تم گزشتہ گناہوں کی معافی مانگ کر آئندہ کے لئے نیکوکار بن جانے کا اقرار کروگے۔ تو تمہارے لیے دریائے رحمت کھول دئے جائیں گے۔

سنو! موت آنے اور عذاب دوزخ کے مستوجب قرار دیے جانے سے پہلے جس طرح ہوسکے خدا کی طرف رجوع کرلو، اُس کے فضل و کرم پر بھروسہ رکھو۔ اتباع قرآن کو شیوہ بنالو اور اُس کے فرمانبردار بن جاؤ ورنہ جب موت آئے گی اور عذاب جہنم آنکھوں کے سامنے لاکر دکھا دیا گیا۔ تو پھر توبہ و استغفار اور رجوع و ایمان کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اگر تمہاری تمام زندگی بھی گناہوں میں گزر گئی ہو۔ تو آخری وقت ہی میں مگر موت سے پہلے پہلے توبہ کرلو

اور خدا تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنا شروع کر دو۔

رحمت اور توبہ کا دروازہ ہروقت کھلا رہتا ہے

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیات بالا کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے:۔

بوڑھوں، جوانوں، عورتوں، مردوں سب کے لئے دعوت ہے کہ آؤ توبہ کرلو اور اپنے رب کو راضی کرو کوئی انسان اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو اگرچہ اُس کے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں کیونکہ رحمت اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے۔

آیت مذکورہ کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی

مسند امام احمد کی حدیث ہے:۔

عَنْ ثوبانؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا الْاٰيَة فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ اَشْرَكَ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا وَمَنْ اَشْرَكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

ترجمہ:۔ روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہیں دوست رکھتا میں کہ تحقیق میرے لئے دنیا ہو بدلے اس آیت کے "يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا آخر تک ـــ پھر سوال کیا ایک شخص نے پس جس نے شرک کیا؟ ـــ پس خاموش رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ـــ پھر فرمایا خبردار رہو! اور جس نے شرک کیا وہ بھی اس آیت کے حکم میں ہے۔ تین دفعہ فرمایا اگر توبہ کرے گا خدا تعالیٰ اُس کو بھی معاف کردے گا۔

نتیجہ

یہ نکلا کہ مشرک بھی خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اگر توبہ کرے گا تو خدا تعالیٰ اُس کو بھی معاف فرمادے گا۔

صدق دل سے کلمہ طیبہ کی گواہی دینے سے تمام غداریاں اور نافرمانیاں معاف ہوجاتی ہیں

عن عمرو بن عنبسةؓ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم شیخٌ کبیرٌ یدعوھم علی عصاله فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ لِیْ غَدَرَاتٌ وَّ فَجَرَاتٌ فَهَلْ يُغْفَرُ لِيْ قَالَ صلی اللہ علیہ وسلم الست تشهد اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ بَلٰى وَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَ لَكَ غَدَرَاتُكَ وَفَجَرَاتُكَ

ترجمہ۔ حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھا آدمی اپنے عصا پہ ٹیک لگاتا ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خدا تعالیٰ کی بہت سی بغاوتیں اور بے شمار نافرمانیاں کی ہیں۔ کیا میری مغفرت بھی فرمائی جاوے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کیا تو لا الٰہ الا اللہ کی گواہی نہیں دیتا ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ میں تو اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں" جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقین کر تیری سب بدعہدیاں، تمام غداریاں اور نافرمانیاں اللہ تعالیٰ نے معاف فرمادیں"

نتیجہ

یہ نکلا کہ صدق دل سے کلمہ طیبہ کی گواہی دینے کے بعد انسان کی تمام سابقہ بدعہدیاں نافرمانیاں اور غداریاں معاف ہوجاتی ہیں۔

حق تعالیٰ کی شان بخشش

مغفرت طلب کرنے والے اللہ تعالیٰ کو بہت عزیز ہیں

قَالَ انس رضی اللہ تعالی عنه سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ اَخْطَاْتُمْ حَتّٰى تَمْلَأَ خَطَايَاكُمْ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتُمُ اللّٰهَ لَغَفَرَ لَكُمْ وَالَّذِيْ نفس محمد بیدہ لَوْ لَمْ تُخْطِئُوْا لَجَاءَ اللّٰهُ عزوجل بِقَوْمٍ يُخْطِئُوْنَ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ (احمد)

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم اتنی خطائیں کرو کہ تمہاری خطائیں آسمان و زمین کے درمیانی خلاء کو بھردیں پھر تم خدا تعالیٰ سے اپنی مغفرت چاہو تو وہ ضرور تمہاری خطائیں بخش دے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرو۔ تو خدائے عزوجل ایسی قوم کو لائیں جو گناہ کرے اور خدا سے معافی چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں۔

ایک دوسری حدیث ہے:۔

عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ نِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ حِيْنَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ قَدْ كُنْتُ كَتَمْتُ مِنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّكُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَوْمًا يُذْنِبُوْنَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ

ترجمہ:۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے کہا کہ میں اب تک تم سے ایک حدیث رسول اللہ کو چھپاتا رہا ہوں۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر تم گناہ نہ کروگے۔ تو اللہ عزوجل ایک ایسی قوم کو پیدا کرے گا جو گناہ کرے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اُن کی بخشش فرمائیں گے۔

ثابت

یہ ہوا کہ مغفرت طلب کرنے والے بندے اللہ تعالیٰ کو بہت عزیز ہیں۔ اگر گناہ گار نہ ہوتے تو وہ گناہگاروں کو پیدا فرماتا جو گناہوں کا ارتکاب کرکے مغفرت طلب کرتے اور بخشے جاتے۔ یہ اُس کی شانِ بخشش ورحیمی ہے

کثرت سے توبہ کرنے والے گناہگار بندے اللہ کو محبوب ہیں

عن محمد بن حنفیة عن ابیه علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ العبد المفتن التَّوَّاب (ابن کثیر ص ۵۹)

محمد بن حنفیہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ اُس گناہگار بندے کو محبوب رکھتا ہے۔ جو کثرت سے توبہ

انسان سب سے بڑا ظالم ہے

غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(پ ۱۱ یونس آیت ۴۴)

ترجمہ:- بے شک اللہ لوگوں پر ذرا بھی ظلم نہیں کرتا لیکن لوگ ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔

ظالم وہ ہے جو بالفعل عدل سے خالی ہو مگر استعداد و صلاحیت اس صفت کے حصول کی رکھتا ہو یعنی عدل کر سکتا ہو لیکن نہ کرے اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا لوگ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔ جو بھی عذاب آتا ہے لوگوں کے اعمال بد کا نتیجہ ہوتا ہے لوگ اپنی غلط کاریوں اور بے اعتدالیوں سے قوت ادراکیہ کو تباہ کر لیتے ہیں اور دنیا کی راحت و حشمت اور مال و اسباب پر نازاں ہو کر حق سے بہرے اور اندھے ہو جاتے ہیں ورنہ خدا نے ہر آدمی کی فطرت میں حق سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد رکھی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کسی کو بے قصور نہیں پکڑتا جو اس پر ظلم کا وہم بھی ہو سکے لیکن جب لوگ جرائم کے ارتکاب میں حد سے آگے نکل جاتے ہیں اور اس طرح اپنے آپ کو کھلم کھلا سزا کا مستحق ٹھہراتے ہیں تو پھر خدا کا عذاب آتا ہے۔ ظالموں کو بڑی حد تک مہلت دی جاتی ہے۔ جب کسی طرح باز نہیں آتے تو پھر ان کو پکڑ کر گلا دیا جاتا ہے پھر مجرم چاہے کہ تکلیف کم ہو یا اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھوٹ کر بھاگ نکلے۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان حلم و عفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر گرفت نہیں کرتا وہ لوگوں کے ظلم و ستم کو دیکھتا ہے اور درگزر کرتا رہتا ہے۔ لیکن جب مظالم اور شرارتوں کا سلسلہ حد سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو پھر دردناک عذاب آتا ہے۔ جس کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی۔

نوح علیہ السلام ۹۵۰ برس تک اپنی قوم کو سمجھاتے رہے۔ لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب امید کی کوئی جھلک باقی نہ رہی تو مایوس اور تنگ دل ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کی خدایا میں نے اپنی طرف سے دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ جب بھی تیرے دروازے کی طرف بلایا یہ بدبخت اور زیادہ ادھر سے منہ پھیر کر بھاگتے رہے۔ جب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو وہ سارے غرق ہو گئے طوفان کی صورت میں عذاب آیا اور موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو راہ راست پر لانے کی بڑی کوشش کی لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی اللہ تعالےٰ نے اُن کو کافی مہلت دی لیکن وہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوئے آخر اللہ تعالےٰ نے ان کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو لواطت کے بُرے فعل سے باز رکھنے کے لئے پوری کوشش کی لیکن وہ باز نہ آئے آخر جبرائیل علیہ السلام نے ان کی بستیوں کو اٹھا کر آسمان کے قریب لے جا کر نیچے پھینک دیا اس طرح سب بستیاں تہ و بالا ہو گئیں۔ پھر ان کی ذلت اور رسوائی کے لئے اوپر سے پتھر برسائے گئے اللہ تعالےٰ کی کھلی نشانیاں دیکھ کر بھی یہ قومیں اور قوم ثمود و عاد وغیرہ حق تعالےٰ کے سامنے نہ جُھکے اور کبر و غرور نے ان کی گردن نیچے نہ ہونے دی۔ نتیجہ کیا ہوا؟ کیا بڑے بن کر سزا سے بچ گئے کیا اللہ تعالےٰ نے ان پر ظلم کیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کے جرم کے موافق سزا دی گئی۔ اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے وہ کبھی پسند نہیں کرتا۔ کہ انسان جس کو اس نے خلیفۃ اللہ فی الارض بنا کر بھیجا تھا دنیا اور آخرت میں ذلیل و خوار ہو اور عذاب میں مبتلا ہو۔ لیکن اگر انسان خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے لگ جائے۔ اور اپنی تباہی و بربادی کے سامان پیدا کرے تو پھر قصور کس کا؟

انسان پر اللہ تعالیٰ کے احسانات کی موسلا دھار بارش اور اُس کی احسان فراموشی

۱- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○

(پ ۱۳ ابراہیم آئت ۳۴)

ترجمہ۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو بے شک انسان بڑا بے انصاف اور ناشکرا ہے۔

۲- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(پ ۱۴ النحل آئت ۱۸)

ترجمہ:- اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کو شمار نہیں کر سکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالےٰ کے احسانات اور انعامات کی ہر وقت انسان پر موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو گننا اور قید حساب میں لانا ناممکن ہے۔ انسان اللہ تعالےٰ کی افضل ترین مخلوق ہے اس کو خلیفۃ اللہ بنا کر دنیا میں بھیجا گیا۔ انسان پر اس مالک حقیقی کے احسانات اس وقت سے ہو رہے ہیں۔ جب کہ بصورت انسان اس کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ ماں کے پیٹ میں ماں کے خون کے ذریعہ اس کی پرورش کا انتظام کیا۔ اور جب دنیا میں اُس کے ظہور کا وقت آیا۔ تو ماں کی چھاتیوں میں دودھ اُتار دیا تا کہ پیدا ہوتے ہی اس کو خوراک مل جائے ماں کا دودھ بچے کے لیے مقوی ترین اور زود ہضم غذا ہے۔ چونکہ دانت نہیں تھے اس لئے سب سے پہلے دنیا میں آتے ہی یہ ہلکی غذا مہیا کی اور جب دانت اُگنے لگے تو پھر اناج کھانا سکھایا ماں کے پیٹ........ میں پرورش کے متعلق کسی بزرگ نے کیا اچھا نقطہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ماں کا ماہواری کا خون چونکہ گندہ ترین خون ہوتا ہے۔ اس لئے ناف کے ذریعہ اس کو انسان کے جسم میں داخل کر کے اس کی پرورش کا ذریعہ بنایا۔ لیکن منہ کے ذریعہ نہیں داخل کیا کیونکہ اس میں زبان ہوتی ہے۔ اور دنیا میں بھیجنے کے بعد اُس کے ذریعہ اپنا ذکر کرانا تھا۔ اس لئے زبان کو اس نجاست سے پاک رکھا گیا ہر فعل میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ لیکن انسان کی عقل نارسا کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی پیدا ہونے کے بعد حضرت انسان مرغی کے بچے کے برابر بھی عقل نہیں رکھتا مرغی کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی دوست و دشمن کو پہچاننے لگتا ہے۔ بلی اور چیل دکھائی دے تو ڈر کر فوراً...... ماں کے پیچھے ہو لیتا ہے۔ برخلاف اس کے انسان کو کچھ بھی خبر نہیں ہوتی اپنے جسم پر سے مکھی بھی نہیں اڑا سکتا پھر کون ہے جس نے اس کو چالاک اور صاحب ادراک بنایا لیکن صاحب ادراک ہوتے ہی اس نے زمین و آسمان کے قلابے ملانے شروع کر دیے

پیغمبروں کو جھٹلانے لگا قیامت اور خدا کا منکر ہو گیا۔ خدا کے احسانات کو بالکل فراموش کر دیا اور بڑی جرأت اور بے باکی سے کہنے لگا۔ کہ مرنے کے بعد انسان دوبارہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور یہ خیال ہی نہ آیا کہ جس نے اس کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا کیا وہ دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا اگر اپنی پیدائش کی طرف خیال کرتا تو مرنے کے بعد جی اُٹھنے کے متعلق سارے شکوک رفع ہو جاتے

اب ذرا انسان کی بناوٹ اور اس کے اعضا کی مناسبت میں غور کیجئے۔ اللہ تعالٰی نے انسان کو فِیٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ پیدا کیا۔ باقی ساری کائنات کو اس کی خدمت پر مامور کر دیا۔ طرح طرح کے اناج پھل اور میوے اس کی خوراک کے لئے مہیا کئے۔

۱۔ اللہ تعالٰی نے دل و دماغ دیا۔ تاکہ ان کے ذریعہ اس کی آیات تنزیلیہ اور آیات تکوینیہ کو سمجھے اور اس کا شکر ادا کرے ان نعمتوں کا شکر تو یہ تھا۔ کہ اللہ تعالٰی کی دی ہوئی قوتوں کو اس کے کام میں لاتا۔ دل میں اس کے متعلق خوف پیدا ہو جاتا اور دماغ سے اس کے متعلق سوچتا لیکن ایسا نہ ہوا اکثروں نے ان کو بیجا استعمال کیا

۲۔ سننے کے لئے اللہ تعالٰی نے کان دئے تاکہ تم اس کی آیات تنزیلیہ کو سنو لیکن جو لوگ اللہ کی آیات کو سن کر تکبر اور ضد سے پیٹھ پھیر لیتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے بلکہ انکار کر دیتے ہیں تو یہ نہ سننے کے برابر ہے۔ ان کے کان کسی مصرف کے بھی نہیں۔ یاد رکھو اللہ تعالٰی کے نزدیک بدترین وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں اور عقل سے کام نہیں لیتے

۳۔ دیکھنے کے لئے اللہ تعالٰی نے آنکھیں عطا کیں تاکہ تم اس کی آیات تکوینیہ اور تنزیلیہ کو دیکھ کر اس پر ایمان لاؤ۔ اور اُس کا شکر ادا کرو لیکن شکر گزار بہت کم ہیں جو لوگ آنکھوں سے حق کو نہیں دیکھتے۔ وہ جانوروں کی مانند ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ان کی آنکھیں بھی ان کے کام نہیں آتیں۔ جو شخص آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو محبوب رکھتا ہے اس کی آنکھوں پر مہر کر دی جاتی ہے۔ اور ایسا شخص غافلوں میں سے ہو جاتا ہے۔ آنکھوں کو صحیح مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہئے۔ آنکھوں کے بے جا استعمال کے متعلق قیامت کے دن جواب طلبی ہوگی

۴۔ اللہ تعالٰی نے انسان کو بولنے کیلئے زبان دی۔ گویائی اللہ تعالٰی کا احسان عظیم ہے۔ رحمٰن نے انسان کو پیدا کر کے اس کو بات کرنا اور قرآن سکھایا بات کرنے کے لئے زبان اور دو ہونٹ عطا کئے یاد رکھو بات خواہ چھپا کر کرو یا ظاہر کر کے اللہ تعالٰی سب کچھ جانتا ہے ۔۔۔۔ اس سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں بات کرتے وقت یہ خیال رکھو کہ جو لفظ بھی تمہاری زبان سے نکلتا ہے۔ اللہ کے مقرر کردہ فرشتے اس کو لکھ لیتے ہیں۔ اور یہ لکھا ہوا قیامت کے دن تمہارے سامنے آجائے گا۔ زبان پست رکھو اور ہر وقت اس کو اللہ کے ذکر سے تر رکھو زبان کا غلط استعمال احسان فراموشی ہے۔۔۔ اور اپنے آپ پر ظلم ہے زبان اس لئے دی گئی تھی کہ اس سے اللہ کا ذکر کیا کرو۔ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم کرو اور بُری باتوں سے منع کرو۔

۵۔ کھانے کے لئے اللہ تعالٰی نے منہ دیا اللہ کی دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ۔ اور اس کا شکر کرو۔ حرام مال کے کھانے سے پرہیز کرو۔

۶۔ کام کرنے کے لئے حق تعالٰی نے دو ہاتھ دئے۔ ان کے ذریعہ خوشی اور تکلیف ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ کسی کو ناحق مارنا یا اس کا قتل کرنا یا ماپ اور تول میں کمی بیشی کرنا یہ ہاتھوں کا غلط استعمال ہے۔ جس کے متعلق قیامت کے دن گرفت ہوگی۔

۷۔ چلنے کے لئے پاؤں دئے اور ساتھ ہی حکم دیا کہ زمین پر اکڑ کر مت چلو تمہارے اکڑ کر چلنے سے نہ تو زمین پھٹ جائے گی۔ اور نہ بلندی میں پہاڑ کے برابر ہو جاؤ گے۔ زمین پر دبے پاؤں چلو۔ پاؤں کے غلط استعمال کے لئے بھی اللہ تعالٰی کے سامنے پرسش ہوگی۔

اُس انسان سے بڑھ کر باغی کون ہوگا۔ جو خدا کے دئے ہوئے دماغ سے خدا ہی کے خلاف سوچنے لگے اور حق تعالٰی کے بخشے ہوئے دل میں حق تعالٰی ہی کے برخلاف خیال رکھے زبان ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا جو اللہ تعالٰی نے انسان کو عطا کئے ہیں۔ ان کو اللہ تعالٰی کی پسند اور مرضی کے خلاف استعمال کرنا یہ انسان کی نمک حرامی غداری اور احسان فراموشی ہے۔ اگر دنیا میں ان اعضا سے اللہ تعالٰی کی مرضی کے خلاف کام لیا تو قیامت کے دن یہ ہمارے برخلاف اللہ تعالٰی کی عدالت میں استغاثہ دائر کریں گے کہ خدایا! اس ظالم نے دنیا میں تیرے برخلاف بغاوت کی اور اس بغاوت میں ہم سے زبردستی کام لیا۔ پھر ان مظلوموں کو دادرسی میں انسان کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

مصائب و آلام انسان کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۝

(پ ۲۵ الشورٰی آیت ۳۰)

ترجمہ۔ اور تم پر جو مصیبت آتی ہے۔ تو وہ تمہارے ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے اور وہ بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

مصائب و آلام نتائج اعمال ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ تُرَدُّ عَلَيْكُمْ یہ تمہارے اعمال ہی ہیں جو تم پر لوٹائے جاتے ہیں۔ جیسے اعمال ہوں گے ویسا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ یاد رکھو جو چیز ٹیڑھی ہوگی اس کا سایہ بھی ٹیڑھا ہوگا اعمال بد کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں ہو سکتا انسان خود اپنی ذات کا سب سے بڑا دشمن ہے خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی کبھی اس پر ظلم نہیں کرتا۔ آفات و مصائب کے نزول پر خدا کو ظالم اور اپنی ذات کو مظلوم ٹھیرانا نہ صرف الحاد ہے بلکہ کج فہمی اور بے وقوفی ہے۔ خدا ہمہ خیر ہے خیر مطلق ہے خیر محض ہے قادر مطلق ہے۔ اس کی طرف ظلم کی نسبت کیسے ہو سکتی ہے۔ اور خدا ظالم بن کر لائق عبادت کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جو لائق عبادت نہ ہو وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے رحمت خداوندی سے محروم انسان کو اپنی ذات کا محاسبہ کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوتی وہ ہمیشہ اپنی بے گناہی کا ڈھنڈورہ پیٹتا رہتا ہے۔ اور قدرت پر یہ الزام لگانے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے کہ اس پر ظلم ہو رہا ہے اپنے بوئے ہوئے کو کاٹنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ بویا ہوا ضرور کاٹنا پڑتا ہے۔ یہ قدرت کا اٹل قانون ہے جس میں ترمیم کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں تو ظلم کا امکان ہی نہیں ہے۔ لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارتے ہیں۔ اور وہ کام کرتے ہیں جن کا نتیجہ بربادی ہوتا ہے۔ اور یہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ اللہ تعالٰی ایک ذرہ بھر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اللہ تعالٰی کی یہ شان ہی نہیں کہ کسی پر ظلم کرے یا اس کے ساتھ نا انصافی کرے۔ اس کی بارگاہ عیوب و نقائص سے بالکل مُبرّا و مُنزّہ ہے۔ ظلم تو وہاں متصور ہی نہیں ہو سکتا بندے خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یعنی ایسے کام کرتے ہیں۔ جن کا نتیجہ ان کے حق میں بُرا ہوتا ہے۔

اللہ تعالٰی کے عفو و کرم کی انتہا نہیں وہ اپنے بندوں کی معصیت پر فوراً گرفت نہیں کرتا نہ ان پر عذاب نازل کرتا ہے۔ بلکہ اس کے رحم و کرم کا سلسلہ بدستور جاری رہتا ہے اور اس کی بخشش کے دروازے کسی حالت میں

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

ثبوت

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہ کو اختیار کر لیا اور اس پر گامزن رہے وہ نہ تو دنیا میں رسوا ہوئے اور نہ آخرت میں ہونگے۔ ایسے لوگ دنیا میں کبھی تنگ دستی سے دوچار نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ ان کی ایسے طریقہ سے امداد کرتے ہیں جو کسی کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا۔ انہیں اگر دنیاوی کاروبار کے سلسلہ میں کوئی نفع نقصان ہو جائے۔ تب بھی معاشی بدحالی کے شکار نہیں ہوتے اور صرف اللہ تعالیٰ کے توکل پر رکھتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام دنیا کا کوئی کام نہیں کرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں رزق پہنچاتا تھا۔ اسی طرح اولیاء کرام کو دیکھا گیا ہے کہ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کچھ کام نہیں کرتے۔ لیکن ان کے ہاں لنگر روز صبح شام جاری رہتا ہے اور کئی ڈگری یا ڈپلوما ہولڈر روتے پھرتے ہیں کہ نوکری نہیں ملتی۔ ڈگریاں حاصل کرنے کو ذریعہ معاش سمجھنا دھوکا ہے۔ بہترین اور باعزت روزی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور یاد سے حاصل ہوتی ہے۔

اس نازک دور میں قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا و مرشدنا الحاج احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ۴۵ سال قرآن مجید کی تعلیم دی اور بغیر کسی معاوضہ کے اپنی زندگی تبلیغ اسلام اشاعتِ دین اور ذکرِ الٰہی میں گذاری —— خدام الدین رسالہ کی آمدنی میں سے ایک پائی تک اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے حرام سمجھی مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور خزانہ غیب سے انہیں سب سے زیادہ دیا۔ اپنی اور اہل و عیال کی خوش حال زندگی کے علاوہ ۴ مرتبہ حج و عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی جو شاید کسی لکھ پتی کو بھی نصیب نہ ہوتی ہو۔ اولیاء کرام کی روزی غیب سے ملتی ہے اور طاغوتی طاقتوں کی مخالفت کے باوجود ان حضرات کی روزی میں کبھی کمی واقع نہیں ہوتی کسی عارف نے سچ کہا ہے ؎

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آوازِ سگاں کم نہ کند رزقِ گدا را

کاش ہم بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسی اللہ والے کی خدمت میں بیٹھ کر اصلاح کی کوشش کرتے تو آج ہمیں اللہ تعالیٰ پر اعتماد ہوتا اور اللہ تعالیٰ ہمارے لئے رزق کشادہ کرتا۔

ذکرِ الٰہی سے اعراض اور رُوگردانی
کے نتائج

برخلاف اس کے جن لوگوں نے فرمان خداوندی کے مطابق عمل نہ کیا اور ذکر سے اعراض کیا وہ گمراہ ہوئے ان کی روزگارِ معاش کو تنگ کر دیا جاتا ہے اور ان کے لئے دنیا اور آخرت میں ہلاکت ہے۔ وہ گمراہی میں اس طرح جکڑے جاتے ہیں کہ نہ تو ان کا رزق کشادہ کیا جاتا ہے اور نہ ہی انہیں اطمینانِ قلب نصیب ہوتا ہے خدا کی یاد سے غافل ہونے والوں کو یوں متنبہ کیا گیا ہے ؎

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ سورۃ الزمر۔ پ ۲۳۔ آیت ۲۲۔

ترجمہ:۔ پھر کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو اور بدیں وجہ وہ اپنے رب کی طرف سے روشنی میں ہو (گمراہوں جیسا ہوگا؟) سو جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر کی طرف سے (غافل ہونے کے سبب سے) سخت ہیں۔ ان کے لئے خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

سورۃ المنٰفقون۔ پ ۲۸۔ آیت ۹

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائے اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ خود ہی خسارہ اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ لا سورۃ الجن۔ پ ۲۹۔ آیت ۱۷۔

ترجمہ:۔ اور جو کوئی اپنے رب کی یاد سے رُوگردانی کرے گا وہ اس کو کٹھن عذاب میں داخل کرے گا۔

وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۝ ج مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ يَحْمِلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وِزْرًا ۝ لا خٰلِدِيْنَ فِيْهِ ؕ وَسَآءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حِمْلًا ۝ لا سورۃ طٰہٰ۔ پ ۱۶۔ آیات ۹۹ تا ۱۰۱۔

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ کو اپنے پاس سے نصیحت (ذکر کی کتاب) عطا کی ہے۔ جو اس سے منہ پھیریگا۔ وہ قیامت کے دن (اپنے گناہوں کا) بوجھ اٹھائیگا یہ لوگ (اس حالت) میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور قیامت کے دن ان کا بوجھ اٹھانا ان کے لئے بہت برا ہوگا۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝

سورہ طٰہٰ۔ پ ۱۶۔ آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶

ترجمہ:۔ اور جو میری یاد سے منہ پھیرلے گا اس کے لئے تنگی سے زندگی بسر کرنا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ کہے گا کہ اے رب! تُو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے میں تو (دنیا میں) آنکھوں والا تھا حکم ہوگا کہ یونہی تیرے پاس ہمارے نشانات آیا کرتے تھے مگر تو نے ان کو بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھے بھی بھلایا جا رہا ہے۔

موجودہ دور میں اکثر یہی سننے میں آتا ہے کہ تنگدستی اور بے روزگاری عام ہے اور معیشت کی تنگی کی وجہ سے زندگی تلخ ہو چکی ہے۔ اس تنگی کو دُور کرنے کے لئے ذکر الٰہی کے علاوہ جو تدابیر سوچی جاتی ہیں وہ ساری کی ساری ناکارہ ہو جاتی ہیں اس بدحالی سے نجات پانے کے لئے جائز اور ناجائز ذرائع بھی کارگر ثابت نہیں ہوتے! ادھر گمراہ لوگوں نے پریشان انسانوں کو پھنسانے کے لئے کئی پھندے تیار کر رکھے ہیں۔ اور ان پھندوں میں سے امدادی سکیم یا معمہ سازی کا پھندا ہے یہ امدادی سکیم بظاہر تو نفع مند دکھائی دیتی ہے۔ لیکن سکیم تیار کرنے والوں کا منشاء بھی روپیہ دولت بٹورنا ہوتا ہے۔ سکیم کے پراسپیکٹس بتاتے ہیں۔ کہ پانچ روپے ماہوار قسط کی ادائیگی سے پانچ سو بذریعہ قرعہ اندازی مل جائیں گے اور انعام ملنے پہ باقی ادائیگی نہیں کرنی پڑے گی۔ اس قسم کی امدادی کمیٹیاں تھوڑے عرصہ بعد فریب ثابت ہوتی ہیں چہ جائیکہ وہ معاشی تنگی سے نجات دلا سکیں۔

مندرجہ بالا آیات سے صاف ظاہر ہے کہ ذکرِ الٰہی سے منہ موڑنا نہ صرف دنیا میں تنگیِ معیشت کا موجب ہے بلکہ آخرت کی بربادی کا بھی باعث ہے

حاصل

یہ نکلا کہ:۔

۱۔ ساری کائنات کے رازق اللہ تعالیٰ ہیں۔
۲۔ انسان دنیا میں روزی کی تنگی و فراخی کا خود ذمہ دار ہے۔
۳۔ ذکر الٰہی سے نہ صرف دنیا میں مسلمان کی روزی فراخ کی جاتی ہے بلکہ بعد رحلت اُسے باعزت اور بہترین روزی مہیا کی جاتی ہے۔
۴۔ ذکر الٰہی سے اعراض رزق کی تنگی اور آخرت کی بربادی ہے۔

دُعا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ذکر الٰہی کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی نافرمانی سے بچائے۔ آمین

چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

تسخیر الحسن صدیقی

احمد بن خضرویہ کے دروازہ پر غربآ و مساکین کا ایک بڑا انبوہ جمع ہے۔ اور شور و ہنگامہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ ایک ہنگامہ برپا ہے۔ آج احمد بن خضرویہ اپنا تمام مال غربار و مساکین میں تقسیم کر رہے ہیں جو تقریباً ۷ سو دینار پر مشتمل ہے۔

باہر فقرار و مساکین پر مال و زر کی بارش ہو رہی ہے اور اندر بارانِ رحمت کی ـــ کیونکہ ۹۵ سالہ احمد بن خضرویہ حالت نزع میں ہیں۔ ہر آنکھ اشکبار ہے۔ لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے موجود ہیں جن کو اپنے روپیوں کی فکر ہے۔ جو احمدؒ کے ذمہ ہیں۔ اور خود احمدؒ کو بھی اس کی فکر ہے اور قرض ہی کی وجہ سے غالباً فرشتۂ اجل روح قبض کرنے میں تاخیر کر رہا ہے۔

کچھ دیر کے بعد احمدؒ نے فرمایا۔ "اے اللہ! اب تو ہی ان قرضوں کو پورا کر۔ میں تو ایک عاجز و حقیر بندہ ہوں۔ اس لئے کیا کر سکتا ہوں"۔

ابھی دُعا کے یہ الفاظ ختم بھی نہیں ہوئے تھے کہ باہر سے کسی نے آواز دی کہ احمدؒ کے قرض خواہ باہر آئیں۔ اس آواز کے سنتے ہی تمام قرض خواہ باہر بھاگے۔ اور اس شخص نے احمدؒ کے قرضوں کو چُکا دیا۔

راوی کا بیان ہے کہ ادھر اس نے قرض ادا کیا ادھر احمدؒ اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔

صفۃ الصفوۃ ج ۴ ص ۱۳۸

(۲)

حمام غسل کرنے والوں سے پُر ہے۔ کچھ لوگ غسل کر رہے ہیں، کچھ انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہیں میں اپنے وقت کے عارف عبداللہ بن وہب بھی موجود ہیں اور عجب استغراق کے عالم میں حمام کے شور و غوغا سے بے نیاز ایک گوشہ میں خاموش بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں کسی گوشہ سے یہ صدا کان میں آئی۔ واذ یتحاجون فی النار الخ (اور جب وہ جہنم میں لڑ رہے ہوں گے) اس آیت کا سننا تھا کہ انہوں نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گئے حمام میں بھگدڑ مچ گئی۔ لوگوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے گھر لائے۔ لیکن وہ اب تک بیہوش تھے۔ بہت دیر کے بعد ہوش آیا لیکن زبان گنگ تھی۔ اس کے بعد ان کو کسی سے گفتگو کرتے نہیں دیکھا گیا۔ اور اس حادثہ کے کچھ ہی دنوں بعد وہ خالق حقیقی کے دربار میں حاضر ہو گئے۔

صفۃ الصفوۃ ج ۲ ص ۲۸۶

(۳)

امیر معاویہ کا آخری زمانۂ خلافت حضرت عائشہ رضؓ کی زندگی کا اخیر زمانہ ہے۔ اس وقت ان کی عمر ۶۷ برس کی تھی ۵۸ھ رمضان کے مہینے میں بیمار پڑیں چند روز تک علیل رہیں۔ کوئی خیریت پوچھتا تو فرماتیں "اچھی ہوں"۔ جو لوگ عیادت کو آتے بشارت دیتے تو فرماتیں "اے کاش! میں پتھر ہوتی۔ اے کاش! میں جنگل کی جڑی بوٹی ہوتی۔ حضرت ابن عباسؓ نے اجازت چاہی تو حضرت عائشہ کو تامل ہوا کہ وہ آکر تعریف کرینگے بھانجوں نے سفارش کی تو اجازت دی۔ حضرت ابن عباسؓ تشریف لائے تو کہنا شروع کیا۔ آپ کا نام ازل سے ام المومنین تھا۔ آپ آنحضرتؐ کی محبوب ترین بیوی تھیں۔ رفقاء سے ملنے میں اب آپ کو اتنا ہی وقفہ باقی ہے کہ روح بدن سے پرواز کر جائے۔ خدا نے آپ ہی کے ذریعہ تیمم کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ کی شان میں قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں۔ اور وہ اب ہر محراب و مسجد میں شب و روز پڑھی جاتی ہیں۔ فرمایا۔ "ابن عباس! مجھے اپنی اس تعریف سے معاف رکھو۔ مجھے یہ پسند تھا کہ میں معدوم محض ہوتی۔

مرض الموت میں وصیت کی۔ "اس حجرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مجھے دفن نہ کیجئے۔ دیگر ازواج مطہرات کے ساتھ مجھ کو بھی جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اور رات ہی کو دفن کر دی جاؤں صبح کا انتظار نہ کیا جائے۔" کسی نے عرض کیا کہ آپ حضورؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ دفن ہوتیں تو بہتر ہوتا۔ فرمایا۔ اگر ایسا ہوتو پچھلا عمل جاتا رہا اور نیا شروع کروں ـــ رمضان کی ۱۷ تاریخ ۵۸ھ کو نماز وتر کے بعد شب کے وقت وفات پائی (سیرت عائشہؓ ص ۱۴۷)

(۴)

اسماعیل بن یحییٰ المزنی سکرات کی کیفیت سے جب دوچار ہوئے تو فرمانے لگے کہ میری خواہش یہ ہے کہ اس وقت کوئی مجھے یہ شعر سنائے:۔

اذا ما انقضت عنّی من الدھر ملاتی

فانّ عزاہ الباکیات قلیل

ترجمہ:۔ جب زمانہ میں میری مدت حیات پوری ہوگئی تو پھر تعزیت کرنے والیاں بہت کم رہ گئیں۔

سیعرض عن ذکری وتنسی مودتی

ویحدث بعدای للخلیل خلیل

ترجمہ:۔ عنقریب میری یاد سے لوگ غافل ہو جائیں گے اور میری محبت بھلا دی جلئے گی۔ اور میرے بعد بھی دوست کو دوست ملیں گے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب میں اس دنیا سے کوچ کر جاؤں تو میری قبر پر یہ شعر لکھ دینا ؎

ان عیشا یکون اخرہ الموت لعیش

معجل التنغیص

ترجمہ:۔ ایسی زندگی جس کا انجام موت ہو اس میں کسی بھی قسم کے آرام کی سعی بے سود ہے

یہ شعر پڑھا اور اپنے معبود حقیقی کے پاس چلے گئے۔ (وفیات الاعیان ج ۱ ص ۲۰)

(۵)

ابراہیم بن یوسف المعروف بابن قرقول جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر لوٹے۔ کچھ دیر آرام کیا، پھر سورۂ اخلاص کی قرأت شروع کی اور مسلسل پڑھتے رہے اور اس کے بعد سورۂ اخلاص تو پڑھنا بند کر دیا اور کلمۂ شہادت پڑھتے رہے اور پڑھتے پڑھتے سجدہ ریز ہو گئے۔ طویل انتظار کے بعد خدام نے جب توجہ کی تو دیکھا شیخ اپنے معبودِ حقیقی سے مل چکے تھے

(وفیات الاعیان ج ۱ ص ۴۶)

عذابِ الٰہی کیوں آتا ہے؟

سالار ہی پانی پتی

قوموں کی تباہی اور عذاب الٰہی صرف کثرتِ گناہ سے نہیں بلکہ کلمۂ حق کی روک تھام، امرِ حق پر کنٹرول، اظہارِ حق پر پابندی اور اللہ کے پیارے بندوں کو ستانے سے آتا ہے۔ جس قوم نے جس دور میں امر حق کو مٹانے اور اللہ کے محبوب بندوں کو ستانے کی کوشش کی۔ وہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر تباہ و برباد ہو گئی۔ آئیے ہم اس کا فیصلہ روزمرّہ کے مشاہدات سے کریں۔

مشاہدہ

ہم نے دیکھا ہے کہ جب کبھی عاشق مزاج لوگوں پر آوازے کسے گئے۔ انہوں نے صبر سے برداشت کئے۔ مگر ان کے محبوب کی طرف جب کبھی بھی نظرِ بد سے دیکھا تو ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ خود قربان ہو گئے مگر محبوب پر آنچ نہ آنے دی۔ یہ ہے حال دنیاوی لوگوں کا۔ اب ذرا سوچئے اس آقا کے متعلق جو سب آقاؤں کا

(باقی ص ۱۶ پر)

حضرت شیخ عبد القادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

اختر۔ کراچی

آپ سنہ ۴۷۱ھ میں بمقام گیلان پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ کو گیلانی یا جیلانی کہتے ہیں۔ آپ حضرت حسن ؓ کی اولاد سے ہیں۔

آپ کا نام عبد القادر اور لقب محی الدین ہے۔ بچپن ہی سے آپ کو لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔ بڑے ہوئے تو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد روانہ ہوئے اور بغداد پہنچ کر آپ تحصیلِ علم میں لگ گئے۔

بغداد اُس زمانے میں تعلیم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ آپ نے اُس وقت کے بڑے بڑے عالموں سے فقہ، حدیث، تفسیر اور دوسرے علوم حاصل کئے۔ پھر باطنی صفائی کی طرف متوجہ ہوئے ایک عرصے تک دن رات یادِ الٰہی کے سوا کچھ کام نہ تھا۔ ہر رات پورا قرآن ختم کر دیا کرتے تھے۔

جب عبادت اور ریاضت سے آپ کو روحانی کمال حاصل ہو گیا تو آپ نے شیخ ابو سعیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کر لی حضرت ابو سعیدؒ اپنے زمانے کے مشہور عالم اور بزرگ تھے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت ابو سعیدؒ نے اپنا مدرسہ آپ کے حوالے کر دیا۔ یہ مدرسہ اس وقت کا بہت بڑا دار العلوم تھا۔ آپ اس مدرسے میں تعلیم دینے لگے۔ آپ کی قابلیت کی شہرت رفتہ رفتہ دوسرے ملکوں میں بھی پھیل گئی۔ اور دور دور سے طالب علم آپ سے فیض حاصل کرنے کے لئے آنے لگے۔ مشہور ہے کہ آپ روزانہ ۰۰۔ طالب علموں کو درس دیا کرتے تھے

پڑھنے پڑھانے کے علاوہ آپ نے وعظ کے ذریعے سے لوگوں کو ہدایت دینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ کے بیان میں بڑا اثر تھا اس لئے جلد ہی آپ کے وعظ کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اور اس میں امیر غریب بادشاہ عالم مسلم۔ غیر مسلم سبھی شریک ہونے لگے۔ ایک ایک وقت میں نصف نصف لاکھ کا مجمع ہوتا تھا اور سب آپ کے وعظ سے فیض و برکت حاصل کرتے۔ یہ سلسلہ ساری عمر جاری رہا۔ ہزاروں آدمیوں نے آپ کے طفیل سیدھی راہ پائی۔

۹۱ برس کی عمر کو پہنچ کر سنہ ۵۶۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ آپ کا مزار شریف بغداد میں ہے آپ کس قدر نیک اور بزرگوں کی نصیحت پر عمل کرنے والے تھے۔ اس کا اندازہ آپ کی زندگی کے اس واقعے سے ہوتا ہے۔

جب آپ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بغداد کے سفر پر روانہ ہونے لگے تو آپ کی والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی۔ "بیٹا! چاہے کیسا بھی بُرا وقت آجائے جھوٹ نہ بولنا۔ آپ نے اس نصیحت پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور سفر پر روانہ ہو گئے۔

اب اتفاق ایسا ہوا کہ راستے میں اس قافلے پر ڈاکوؤں کے گروہ نے حملہ کیا۔ اور مسافروں کا سارا مال اسباب لُوٹ لیا۔ ایک ڈاکو نے آپ سے بھی پوچھا "اے لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟" آپ نے فرمایا "میری صدری کے اندر اشرفیاں سلی ہوئی ہیں"۔ اس بات پر ڈاکو کو یقین نہ آیا۔ لیکن جب صدری ادھیڑی گئی۔ تو واقعی اس کے اندر سے اشرفیاں نکلیں۔ اس پر ڈاکوؤں کے سردار نے کہا "لڑکے تُو نے خود کیوں اقرار کیا؟"

آپ نے فرمایا۔ "میں نے اپنی والدہ سے ہمیشہ سچ بولنے کا اقرار کیا تھا پھر جھوٹ کیسے بولتا!" ڈاکو سردار پر اس جواب کا ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے اسی وقت چوری سے توبہ کر لی۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ اپنے بزرگوں کے راستے پر چلنے کی کوشش کریں۔

امیر خسروؒ

ارشاد احمد ارشاد

حضرت امیر خسروؒ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ اور مرید تھے۔ آپ فارسی اور اُردو کے بہت بڑے شاعر تھے۔ کہتے ہیں اُردو زبان میں پہلی غزل امیر خسروؒ نے لکھی۔ غزلوں اور قصیدوں کے علاوہ آپ نے بہت سی پہیلیاں، کہہ مکرنیاں اور دوسخنے بھی لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی راگ اور راگنیاں بھی ایجاد کی ہیں۔

امیر خسروؒ سنہ ۱۲۵۵ء میں پٹیالی ضلع ایٹہ صوبجات اودھ و آگرہ (بھارت) میں پیدا ہوئے ——— غیاث الدین بلبن، معز الدین کیقباد اور دوسرے بادشاہوں کے درباروں میں اونچے عہدے پائے آپ عربی، فارسی، ہندی اور ترکی۔ چار زبانوں کے عالم اور اُستادِ کامل تھے۔ ان علوم کے علاوہ فنِ خوشنویسی میں بھی خاص کمال رکھتے تھے۔ اس فن میں ایسے ماہر تھے کہ بڑے بڑے کاتب آپ کی شاگردی کو فخر سمجھتے تھے۔ امیر خسروؒ کی شہرت صرف اردو کے شاعر کی حیثیت سے ہی نہیں بلکہ وہ حقیقی طور پر شاعری کے مُوجد تھے۔ انہیں اُردو کا پہلا شاعر اور شاعری کا باپ کہا جاتا ہے۔ حضرت شیخ سعدیؒ نے اُن کے کلام کو پسند کیا اور شہزادہ محمد سلطان کو لکھ بھیجا کہ خسروؔ دہلوی اس فن میں کامل ہے اس کی عزّت کرنا اور عزیز رکھنا۔ مولانا جامیؒ کا قول ہے کہ امیر خسروؒ نے ہر میدان میں قدم رکھا قصیدے کہے۔ غزلیات کے دیوان لکھے مثنویاں لکھیں اور ان سب کو کمال کے درجے تک پہنچایا آپ نے ساری عمر تصنیف و تالیف میں گزار دی اور آخری دم تک یہ کام جاری رکھا ———

ضیاء الدین برنی جو مشہور مؤرخ ہیں۔ لکھتے ہیں "ان کی تصنیف و تالیف اس قدر ہے کہ گویا نظم اور نثر میں انہوں نے ایک کتب خانہ قلم بند کر دیا ہے۔ لیکن افسوس یہ کتابیں محفوظ نہ رہ سکیں۔ امیر خسروؒ کو اپنے پیر سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ سے بیحد عقیدت تھی۔ ایک مرتبہ آپ بیمار ہوئے تو خسروؔ ہر وقت اُن کی خدمت میں لگے رہتے اور اپنے مرشد کے دل بہلانے کو ایک قصہ تصنیف کر کے سنایا کرتے تھے جو "قصۂ چہار درویش" کے نام سے مشہور تھی۔ اصل کتاب فارسی زبان میں تھی۔ بعد میں اُردو ترجمہ چھپا اور اس کا نام "آرائشِ محفل" رکھا گیا۔

آپ کی ایک کتاب "خالق باری" بھی بہت مشہور ہے۔ یہ کتاب بچوں کے لئے لکھی گئی ہے۔ ان مشہور کتابوں کے علاوہ بہت سی پہیلیاں کہہ مکرنیاں، انمل، دوسخنے اور دوہڑے وغیرہ بھی امیر خسروؒ کی یادگاریں ہیں۔

سنہ ۱۳۲۵ء میں آپ کا انتقال ہوا۔ مزار حضرت نظام الدین اولیاء کے مزار کے قریب ہے۔

بقیہ: انسان سب سے بڑا ظالم ہے (صفحہ ۸ سے آگے)

بھی بند نہیں ہوتے لیکن جب بندہ اپنی مسلسل اور پیہم معصیتوں سے اپنی ہلاکت کے سامان پیدا کر لیتا ہے تو پھر اس کو متنبہ کیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر وہ اپنی روش نہ بدلے۔ اور اپنی اصلاح کی طرف مائل نہ ہو تو پھر دیر گیرد سخت گیرد۔ پھر اللہ تعالیٰ کی گرفت سے چھڑا کوئی نہیں سکتا۔ مصائب و آلام انسان کی شامت اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لیکن انسان کی گمراہی کا اندازہ لگائیے کہ وہ ان مصائب کو اپنی شامت اعمال کا نتیجہ قرار دینے کی بجائے قدرت کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔ مصائب و آلام کے نزول کے وقت یہ سوچنا کہ ہمارے اوپر (نعوذ باللہ) ظلم ہو رہا ہے یہ دعوے کرنے کے مترادف ہے۔ کہ ہم بے قصور اور بے گناہ ہیں۔

فریضۂ انسان

اے انسان! اپنی پیدائش میں غور کر کہ تیری ابتدا کیا تھی اور انتہا کیا ہے پھر اپنے جسم کی مشین کی ساخت میں غور کر تیرا ہر ہر عضو اور ہر ہر رونگٹا گواہی دے رہا ہے کہ تیرا بنانے والا کوئی ہے۔ خود بخود تیرے جسم کا یہ نظام نہیں بن گیا تھا۔ تیرا غور ضرور اس نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کا یہ کام نہیں ہو سکتا۔ اس نے تجھے پیدا کیا اور تیری جسمانی اور روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کا سامان مہیا کیا تیرا فرض ہے۔ کہ اپنے منعم حقیقی کو نعمتوں کا شکر ادا کرے۔ اگر تو نے اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کیا تو تو دنیا میں سب سے بڑا ظالم ہوگا۔ اور اشرف المخلوقات کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا بلکہ ارذل المخلوقات ہوگا۔ زندگی کا ایک ایک سانس اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے امام غزالیؒ کا قول ہے۔ کہ رات اور دن کے ۲۴ گھنٹوں میں انسان چوبیس ہزار سانس لیتا ہے قیامت کے دن خدا کے حضور میں سوال ہوگا۔ کہ ان کو کس طرح صرف کیا دن اور رات میں کم از کم چوبیس ہزار دفعہ تو اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔

اے انسان! تیرے شکر کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے سے اس کی شان کبریائی اور عظمت و جلال میں کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ اور تیری احسان فراموشی اور سرکشی سے اس کی شان میں کمی نہیں آئے گی۔ یاد رکھ کہ اگر کوئی دن ایسا بھی آجائے جب یہ دنیا اللہ تعالےٰ کے عبادت گزاروں سے خالی ہو جائے۔ اور روئے زمین کے کسی گوشے سے بھی اللہ کی حمد و ثنا بلند کرنے والوں کی آواز سنائی نہ دے تب بھی اس کارخانہ عالم میں ہر سو اللہ تعالےٰ کی نشانیاں جلوہ گر رہیں گی۔ اور زمین کا چپہ چپہ اس کے وجود کی گواہی دیتا رہیگا

بقیہ مجلس ذکر صفحہ ۴ سے آگے

پر فرض ہے۔ کہ ہم ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گذاریں۔ خود علم دین حاصل کریں تاکہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضگی کا علم ہو۔ اپنی اولاد کو دینی علم سکھائیں۔ تاکہ وہ بھی نیک بن جائے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر اولاد نیک ہوگی تو آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے گی۔ تمہارے مرنے کے بعد وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے گی۔ رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرًا۔ کہ اے میرے پروردگار! میرے ماں باپ پر رحم فرما۔ جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں شفقت و محبت سے پالا۔ اور اگر اولاد کو تعلیم دین نہ دی اور وہ نافرمان نکل آئی تو قیامت کے دن عذاب الٰہی کا باعث ہوگی اور وہ یہ دعا کرے گی۔ کہ:۔

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ○ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ○

(سورہ الاحزاب۔ آیت ۶۸)

ترجمہ:۔ اے ہمارے رب! ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔

آج مسلمانوں کی اکثریت روحانی امراض میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا رزق کھا کر شکر ادا نہیں کرتے۔ اگر کوئی عمل بھی کرتا ہے۔ تو وہ بھی دکھاوے اور نام و نمود کی خاطر (الا ما شاء اللہ)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مجھے اپنی امت میں سب سے بڑا خطرہ چھوٹے شرک کا ہے اور وہ ہے ریا (دکھاوا) اگر حج کرنے سے ہار پہننا اور حاجی کہلانا مقصود ہے اور نماز و صدقات و خیرات ادا کرنے سے غازی پرہیزگار اور سخی کہلانا مقصود ہے تو چونکہ ان کاموں میں حصول رضائے الٰہی نہیں ہے اس لئے یہ سب عبادات مردود ہیں اور قیامت کے دن ان کا کچھ اجر نہیں ملے گا بلکہ الٹا عذاب الٰہی میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ حضرتؒ اخلاص پر بہت زور دیا کرتے تھے۔ کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کیا جائے مخلوق کی خوشی، نام و نمود اور دکھاوا بالکل نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو خلوص دل سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور سب روحانی امراض حسد۔ کبر۔ عجب۔ ریا۔ جاہ طلبی۔ زر طلبی۔ غیبت چغلی اور دوسری برائیوں سے محفوظ رکھے۔ ان امراض روحانی سے نجات حاصل کئے بغیر قبر اور آخرت میں نجات مشکل ہوگی۔ یہ امراض سب عبادات پر پانی پھیر دیں گی۔ ان حالات میں ہم سب اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہماری کرتوتیں جنت میں لے جانے والی ہیں یا دوزخ میں۔ طالب علم جب امتحان دے کر آتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ میں نے پرچہ کیسا حل کیا ہے آیا میں اس میں پاس ہو جاؤں گا یا فیل — ہم سوچیں کہ ہم کتنے کام اللہ تعالےٰ کی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ ہمارا کتنا وقت ذکر اللہ میں گزرتا ہے۔ ہمارا کاروبار۔ لین دین اور دوسرے معاملات شریعت کے مطابق ہیں یا خلاف۔ یہی محاسبۂ نفس ہے۔ جس کی بزرگان دین تعلیم دیتے آئے ہیں کہ اپنی کمزوریوں کو سوچ کر دور کریں۔ اور موت سے پہلے تیار ہو جائیں۔ اس کے لئے آپ کو فرضی طور پر راحت و آرام کو چھوڑ کر عبادت کرنی پڑیگی زکوٰۃ ادا کر کے اپنے بینک بیلنس کو گھٹانا پڑیگا۔ رضائے الٰہی کے لئے نفسانی خواہشات، لذات اور دوسرے بیہودہ کاموں کو چھوڑنا پڑے گا۔

یاد رکھیں یہ سب دولت یہیں رہ جائیگی۔ بڑے بڑے مالدار اور رئیس بڑی بڑی جائدادیں چھوڑ گئے اپنے ساتھ سوائے اپنے اعمال کے اور کچھ نہیں لے کر گئے۔ اگر یہ مال و دولت آپ نے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا۔ زکوٰۃ ادا نہ کی تو یہی مال قبر میں اور دوزخ میں سانپ اور بچھو بن کر آپ کو ڈسیگا اور کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں جسے تو بڑا سنبھال کر رکھتا تھا اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرتا تھا آج تو اس کا مزا چکھ۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کو سمجھنے اور ان کو دور



کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

نشاناتِ الٰہی

محمد شفیع عمرالدین (ٹھٹھہ) حیدرآباد

ع زقرآن بے خبر منشیں وازعقبیٰ مشو غافل

اہل کتاب اور بُت پرست سرکار دو عالمؐ کی رسالت کے بارے میں جہالت کی باتیں کرتے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا اللّٰهُ اَوْ تَاْتِيْنَآ اٰيَةٌ ۭ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّثْلَ قَوْلِهِمْ ۭ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ قَدْ بَيَّنَّا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ○ (البقرۃ - ایت ۱۱۸)

ترجمہ۔ اور بے علم کہتے ہیں کہ اللہ ہم سے کیوں کلام نہیں کرتا یا ہمارے پاس کوئی نشانی کیوں نہیں آتی ان سے پہلے لوگ بھی ایسی باتیں کہہ چکے ہیں ان کے دل ایک جیسے ہیں۔ یقین کرنے والوں کے لئے تو ہم نشانیاں بیان کر چکے ہیں۔

حاشیہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ

یعنی

اہل کتاب اور بُت پرستوں میں جو جاہل ہیں وہ سب کہتے ہیں کہ "اللہ ہم سے بلا واسطہ بات کیوں نہیں کرتا، یا کوئی نشانی کیوں نہیں بھیجتا کہ رسالت کی تصدیق کریں"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پہلے لوگوں نے بھی ایسی ہی جہالت کی بات کہی تھی یہ نئی بات نہیں اور جو یقین لانے والے ہیں ان کے لئے ہم نے نبیؐ کے برحق ہونے کی نشانیاں بیان کر دی ہیں اور جو

ضد اور عداوت

میں اڑ رہے ہیں وہ انکار کریں تو یہ محض عناد ہے ان کا۔

اس جہالت کا خمیازہ یہ خود بھگتیں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْــَٔـلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ○ البقرہ ایت ۱۱۹

ترجمہ۔ بے شک ہم نے تمہیں سچائی کے ساتھ بھیجا ہے خوشخبری سنانے کے لئے اور ڈرانے کے لئے۔ اور تم سے دوزخیوں کے متعلق بازپرس نہ ہوگی۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کام انذار و تبشیر ہے۔ ان نالائقوں کے ہدایت یافتہ نہ ہونے کے متعلق آپ سے باز پُرس نہ ہوگی"

حاصل یہ نکلا کہ آپؐ سچا دین اسلام لائے ہیں۔ جو اس پر ایمان لا کر نیک اعمال بجا لائے گا اس کے لئے جنت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی بشارت ہے اور جو ایمان نہ لائے گا اس کے عمل اکارت جائیں گے اور وہ جہنم میں جائے گا۔

آل فرعون پر انذار و تبشیر کا اثر

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ىِٕهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○ (پارہ ۹ الاعراف ایت ۱۰۳)

ترجمہ۔ اس کے بعد ہم نے موسیٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پھر انہوں نے نشانیوں سے بے انصافی کی۔ پھر دیکھ مفسدوں کا انجام کیا ہوا۔

یہ حق پر چلنے کے بجائے حق کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی گوشمالی کے لئے انہیں قحط میں مبتلا فرمایا۔

وَلَقَدْ اَخَذْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِيْنَ وَنَقْصٍ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ○ (پ ۹ سورہ الاعراف آیت ۱۳۰)

ترجمہ۔ اور ہم نے فرعون والوں کو قحطوں اور میووں کی کمی میں پکڑ لیا تاکہ وہ نصیحت مانیں نیز انہیں صراط مستقیم پر لانے کے لئے مندرجہ ذیل عذاب بھی آئے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۣ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ○ (پ ۹ الاعراف آیت ۱۳۳)

ترجمہ۔ پھر ہم نے ان پر طوفان، اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون، یہ سب کھلے کھلے معجزے بھیجے۔ پھر بھی انہوں نے تکبر ہی کیا اور وہ لوگ گنہگار تھے۔

مگر یہ بدبخت راہ راست پر نہ آئے۔ اور ہمیشگی کے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ○ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ○ (پ ۳۰ الفجر آیت ۱۴،۱۳)

ترجمہ۔ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بے شک آپ کا رب تاک میں ہے۔

جس سمندر سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے سچے تابعداروں کو بسلامت پار کر دیا۔ اسی سمندر میں فرعون اور اس کے ساتھی غرق کر دیئے گئے۔

وَاَنْجَيْنَا مُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ○ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ○ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ (پ ۱۹ الشعراء آیت ۶۵-۶۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰ اور جو اس کے ساتھی تھے۔ سب کو نجات دی پھر ہم نے دوسروں کو غرق کر دیا۔ البتہ اس میں بڑی نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں

دو صفات الٰہی کے کرشمے

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ○ (پ ۱۹ الشعراء آیت ۶۸)

ترجمہ۔ اور بے شک تیرا رب زبردست رحم کرنے والا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

"اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ کی دونوں صفتوں نے اپنے کرشمے دکھائے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو صفت رحیم نے بچا لیا اور فرعونیوں کو صفت عزیز نے تباہ کیا"

(فائدہ از موضح القرآن) یہ سنا دیا ہمارے حضرتؐ کو کہ مکے کے فرعون بھی مسلمانوں کے پیچھے نکلیں گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہوں گے بدر کے دن جیسے فرعون تباہ ہوا"۔

لہٰذا

ہمیں واقعہ فرعون اور بدر کے واقعہ سے عبرت پکڑنی چاہئے۔ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی چاہئے تاکہ ہم عذاب الٰہی سے محفوظ رہ سکیں۔

معرفت کردگار کے نشانات

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ښ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ○ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ○ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ○ (پ ۲۳ یٰسٓ آیت ۳۳-۳۵)

ترجمہ۔ اور ان کے لئے خشک زمین بھی ایک نشانی ہے۔ جسے ہم نے زندہ کیا۔ اور اس سے اناج نکالا۔ جس سے وہ کھاتے ہیں۔ اور اس میں

سے ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے اور ان میں سے چشمے جاری کئے تاکہ وہ اس کے پھل کھائیں۔ اور یہ چیزیں ان کے ہاتھوں کی بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ پھر کیوں شکر نہیں کرتے؟

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

یعنی شاید شبہ ہو کہ مرے پیچھے پھر کس طرح زندہ ہو کر حاضر کئے جائیں گے؟ اس کو یوں سمجھا دیا کہ زمین خشک اور مردہ پڑی ہوتی ہے۔ پھر خدا اس کو زندہ کرتا ہے۔ کہ ایک دم لہلہانے لگتی ہے کیسے کیسے باغ و بہار غلے اور میوے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ جن کو تم استعمال میں لاتے ہو۔ اسی طرح خیال کر لو کہ مردہ ابدان میں روح پھونک دی جائیگی بہرحال مردہ زمین ان کے لئے ایک نشانی ہے جس میں غور کرنے سے بعث بعد الموت اور حق تعالےٰ کی وحدانیت وعظمت اور اس کے انعام واحسان کے مسائل کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں (تنبیہ) اوپر کی آیات میں ترہیب کا پہلو نمایاں تھا کہ عذاب الٰہی سے ڈر کر راہ ہدایت اختیار کریں۔ آیات حاضرہ میں ترغیب کی صورت اختیار فرمائی۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو پہچان کر شکر گزاری کی طرف متوجہ ہوں۔ اور یہ بھی سمجھیں کہ جو خدا مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے..... وہ ایمانی حیثیت سے ایک مردہ قوم کو زندہ کردے یہ کیا مشکل ہے۔

یعنی یہ پھل اور میوے قدرت الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں یہ طاقت نہیں کہ انگور یا کھجور کا دانہ پیدا کرلیں۔ جو محنت تردد باغ لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں کیا جاتا ہے اس کو بارآور کرنا صرف اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ اور غور سے دیکھا جائے کہ جو کام بظاہر ان کے ہاتھوں سے ہوتا ہے وہ بھی فی الحقیقت حق تعالےٰ کی عطا کی ہوئی قدرت وطاقت اور اسی کی مشیت وارادہ سے ہوتا ہے۔

لہٰذا

ہر حیثیت سے اس کی شکرگزاری اور احسان شناسی واجب ہوئی۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

نشانات سے اعراض

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ ۚ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

(پ ۷، الانعام آیت ۲۵)

ترجمہ۔ اور بعض ان میں سے تیری طرف کان لگائے رہتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال رکھے ہیں جن کی وجہ سے وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اور ان کے کانوں میں گرانی ہے اور اگر یہ تمام نشانیاں بھی دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہ لاویں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آکر تم سے جھگڑتے ہیں تو کافر کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہی ہیں

حاشیہ حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"چونکہ ان کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اور قرآن پاک سے حسن عقیدت نہیں ہے اس لئے اگر سن بھی لیں تو کچھ اثر نہیں ہوتا کہتے ہیں کہ فقط پرانے قصے معلوم ہوتے ہیں۔

اس غلط طرز عمل کا نتیجہ

ان کی اور ان کی باتوں میں آنے والوں کی تباہی ہے

وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْـــَٔوْنَ عَنْهُ ۚ وَاِنْ يُّهْلِكُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۝

(پ ۷، الانعام آیت ۲۶)

ترجمہ۔ اور یہ لوگ اس سے روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور بھاگتے ہیں۔ اور انہیں ہلاک کرتے مگر اپنے آپ کو اور سمجھتے نہیں

(اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

قرآن کریم ہدایت کا سرچشمہ ہے

قرآن کریم جسے عقل کے اندھے اساطیر الاولین کہتے ہیں حقیقت میں سراپا ہدایت ورحمت ہے

فَقَدْ جَاۗءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ (پ ۷، الانعام آیت ۱۵۸)

ترجمہ۔ سو تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے۔

لہٰذا اس کے احکام پر چلو

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (پ ۸ الاعراف آیت ۳)

ترجمہ۔ جو چیز تمہارے رب کی طرف سے اتری ہے اس کا اتباع کرو اور اللہ کو چھوڑ کر دوسرے دوستوں کی تابعداری نہ کرو۔ تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

قرآن کریم کے احکام پر عمل کرنے والے ہی نجات پائیں گے:۔

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۝

(پ ۹ الاعراف آیت ۱۷۰)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں بے شک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کریں گے۔

قوم سبا کی بستی

اللہ تعالےٰ کے احکام سے اعراض کرنے والے قوم سبا کی خوشحالی کا حال دیکھیں۔ اور جب انہوں نے اللہ تعالےٰ کے احکام سے روگردانی کی اور اس کی نعمتوں کی ناشکری کی تو سیلاب نے ان کے عمدہ اور بلند مکانات اور پھلوں اور پھولوں سے لدے ہوئے باغات تباہ کردیئے۔ بلند مکانات کی جگہ کھنڈر اور عمدہ باغات کی بجائے جھاؤ اور بیریوں کے درخت ناشکری کے صلہ میں ملے

لَقَدْ كَانَ لِسَـبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ڛ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ۝ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ۝

(پ ۲۲ السبا آیت ۱۵-۱۶)

ترجمہ بے شک قوم سبا کے لئے ان کی بستی میں ایک نشان تھا۔ دائیں اور بائیں دو باغ۔ اپنے رب کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر کرو۔ عمدہ شہر رہنے کو اور بخشنے والا رب۔ پھر انہوں نے نافرمانی کی۔ پھر ہم نے ان پر سخت سیلاب بھیج دیا اور ہم نے ان کے دونوں باغوں کے بدلے دو باغ بدمزہ پھل کے اور جھاؤ کے اور کچھ تھوڑی سی بیریوں کے بدل دیئے۔

انتباہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ناشکری کرنے والے ایسی ہی سزا سے دوچار ہوا کرتے ہیں اور اس واقعہ سے عبرت پکڑنی چاہئے۔

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۝ (پ ۲۲ السبا آیت ۱۷)

ترجمہ۔ یہ ہم نے ان کی ناشکری کا بدلہ دیا۔ اور ہم ناشکروں ہی کو برا بدلہ دیا کرتے ہیں۔

منیر احمد
ملتان

ذکرِ الٰہی سے اِعراض (منہ موڑنا)

رزق کی تنگی اور آخرت کی بربادی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علیٰ عبادہِ الذین اصطفٰی۔ امّا بعد

برادرانِ اسلام! قرآن و حدیث کے واضح احکامات کے مطابق یہ مسلّمہ امر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہی تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا ہے۔ مخلوقات سے مراد صرف انسان یا وہ مخلوق نہیں جو ہمیں نظر آتی ہے یا جس کا ہمیں علم ہے۔ بلکہ اس میں وہ بھی شامل ہے جس سے آج ہم بے خبر ہیں ساری مخلوقات کو روزی پہنچانا اللہ تعالےٰ ہی کا کام ہے۔ پروردگارِ عالم کے اس سوال نے "قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ" یعنی پوچھئے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں روزی کون پہنچاتا ہے" ہمیں لاجواب کر دیا ہے۔ اور وہ ایسا رازق ہے کہ جس کے رزق میں کبھی کمی ہونے کا احتمال ہی نہیں اس کا اپنا فرمان "اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔ الذٰریٰت۔ پ ۲۷۔ آیت ۵۷

ترجمہ:۔ بیشک اللہ ہی روزی دینے والا، قدرت والا زور آور ہے۔

اس حقیقت کی واضح دلیل ہے۔ رزق کس طرح تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق ذاتِ باری خود ارشاد فرماتے ہیں:۔

۱۔ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ط اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

سورہ الشوریٰ۔ پ ۲۵۔ آیت ۱۲

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اس کے پاس ہیں وہ جس کا رزق چاہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کا چاہے تنگ کر دیتا ہے بلاشبہ اسے ہر چیز کا علم ہے۔

۲۔ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ سورۃ العنکبوت۔ پ ۲۱۔ آیت ۶۱

ترجمہ:۔ اللہ اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے انسانوں کو اشرف المخلوقات قرار دیا ہے اور بحیثیت رازق وہ تمام انسانوں کو بلا امتیاز مسلم و غیر مسلم روزی مہیّا کرتا ہے۔ اُس نے بنی آدم کی تعلیم و تربیت کے لئے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری کیا جنہوں نے انسانوں کو علم سے بہرہ ور اور احکامِ الٰہی سے پوری طرح آگاہ کیا تاکہ وہ اپنے فطری تقاضوں کو سمجھیں اور اپنے حقیقی مالک و رازق کو پہچانیں چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝

سورہ البقرہ۔ پ ۲۔ آیت ۱۵۲

ترجمہ:۔ پس تم مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا اور میرے شکر گزار رہو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔

اس ارشاد سے مالکِ کائنات کو کماحقّہٗ رازق تسلیم کرنے کے بعد اُس کا ذکر جاری رکھنا اور شکر بجا لانا مقصود ہے۔ جس نے اس فرمان کو تسلیم کر لیا وہ فرمانبردار یعنی مسلمان شمار ہوا۔ اور جس نے انکار کیا اُس نے کفر کی راہ لی۔ اور ایسی صورت میں انسانوں میں امتیاز پیدا ہوا اس مقام پر اللہ تعالےٰ نے ذکر کرنے کا ارشاد اجمالی طور پر بیان فرمایا اور اس کی تفصیل اور طریق کار دوسرے مقامات پر بیان کئے۔

ذکرِ الٰہی کسے کہتے ہیں اور کیسے کیا جاتا ہے

۱۔ تلاوتِ قرآن

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ سورہ الحجر۔ پ ۱۴۔ آیت ۹

ترجمہ:۔ بے شک اس ذکر (قرآن کریم) کو ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝

سورہ صٓ۔ پ ۲۳۔ آیت ۱

ترجمہ:۔ صٓ۔ قسم ہے قرآن کی جو سراسر ذکر (نصیحتوں) کا مجموعہ ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ط

سورہ العنکبوت۔ پ ۲۱۔ آیت ۴۵۔

ترجمہ:۔ (اے پیغمبر) کتاب (قرآن کریم) جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کیجئے اور نماز کے پابند رہئے۔

۲۔ نماز

۱۔ اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ

سورہ طٰہٰ۔ پ ۱۶۔ آیت ۱۴

ترجمہ:۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں سو میری ہی عبادت کرو اور مجھے یاد رکھنے (میرے ذکر) کے لئے نماز پڑھا کرو۔

۲۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ط وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ط

سورہ العنکبوت۔ پ ۲۱۔ آیت ۴۵

ترجمہ:۔ بے شک نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ اور اللہ کا ذکر بڑا ہے۔

۳۔ احکامِ الٰہی کی طرف دعوت دیتے وقت

اِذْهَبْ اَنْتَ وَاَخُوْكَ بِاٰيٰتِيْ وَلَا تَنِيَا فِيْ ذِكْرِيْ ۔ سورہ طٰہٰ۔ پ ۱۶۔ آیت ۴۲

ترجمہ:۔ تم (موسیٰ علیہ السلام) اور تمہارا بھائی (ہارون علیہ السلام) میری نشانیاں لے کر (فرعون کی طرف) جاؤ اور میری یاد میں تساہل نہ کرو۔

۴۔ خانہ داری اور کاروباری حالتوں میں

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ۙ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

سورہ النور۔ پ ۱۸۔ آیات ۳۶ تا ۳۸

ترجمہ:۔ ان گھروں میں کہ اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے کہ بلند کئے جائیں اور ان میں اس کا ذکر کیا جائے جن میں لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت اور نہ نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے (کوئی چیز ان کو روکتی ہے) اُس دن سے ڈرتے ہیں۔ جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گی تاکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے اس کا بہترین بدلہ اللہ ان کو دے اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی عنایت کرے

اور اللہ جسے چاہتا ہے بیشمار روزی دیتا ہے۔

۵- صبح و شام، اٹھتے بیٹھتے تسبیح بیان کرنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

سورۃ الاحزاب - پ ۲۲ - آیات ۴۱-۴۲

ترجمہ:- اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو خدا کو بہت بہت یاد کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس بیان کرو۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ - سورۃ آل عمران - پ ۳ - آیت ۴۱

ترجمہ:- اور (بطور شکریہ) اپنے رب کا کثرت سے ذکر کرتا رہ اور صبح و شام اس کی تسبیح و تقدیس کر۔

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ آل عمران - پ ۴ - آیت ۱۹۱

ترجمہ:- (یعنی ان لوگوں کے لئے) جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتے ہیں (اور یہ کہتے ہیں کہ) خدایا تو نے اس (دنیا) کو بے فائدہ نہیں بنایا۔ تو پاک ہے ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ ۝

سورۃ الاعراف - پ ۹ - آیت ۲۰۵

ترجمہ:- اور آپ اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور چپکے چپکے بغیر آواز بلند کئے ہوئے اپنے رب کو صبح و شام یاد کریں۔ اور غفلت شعار لوگوں میں سے نہ ہو جائیے گا۔

۶- ادائیگی فریضہ حج میں

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ۖ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ ۝ - سورۃ البقرہ - پ ۲ - آیت ۱۹۸

ترجمہ:- پس جب عرفات سے لوٹو تو (مزدلفہ میں) مشعر الحرام کے پاس ٹھہر کر اللہ کا ذکر کرو اور اسی طرح اُسے یاد کرو جیسا کہ اس نے تمہیں بتا دیا ہے اور اس سے پہلے تم لوگ یقیناً بے خبر تھے۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ

سورۃ البقرہ - پ ۲ - آیت ۲۰۰

ترجمہ:- پس جب حج کے ارکان پورے کر چکو تو جس طرح اپنے باپ دادوں کو یاد کرتے ہو اسی طرح خدا کو بھی (منیٰ میں) یاد کرو بلکہ یہ ذکر اس سے بھی زیادہ (جوش کے ساتھ) ہو۔

۷- جہاد کے میدان میں

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ سورۃ الانفال - پ ۱۰ - آیت ۴۵

ترجمہ:- اے ایمان والو! جب تم (کفار کے) کسی گروہ کے مقابلہ پر آؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرو تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝

سورۃ النساء - پ ۵ - آیت ۱۰۳

ترجمہ:- پھر جب تم نماز (خوف) ادا کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حال میں) اللہ کو یاد کرو۔ اور جب تمہیں اطمینان ہو تو (پوری) نماز ادا کرو۔ بلاشبہ نماز مومنوں پر بہ قید وقت فرض کر دی گئی ہے۔

۸- کلمہ شریف، درود شریف و دیگر ورد وظائف

افضل الذکر لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ الاحزاب - پ ۲۲ - آیت ۵۶

ترجمہ:- اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلعم) پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی اس پر درود و سلام بھیجو۔

اولیاء کرام و صوفیاء عظام نے یاد الٰہی کے لئے مجالس ذکر کا اہتمام کیا جس میں کلمہ شریف درود شریف۔ اللہ ہو۔ استغفار و دیگر وظائف کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھا جاتا ہے۔ مندرجہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد اور شکرانہ ادا کرنے کے لئے واضح احکام جاری کئے ہیں۔

ذکر الٰہی سے رزق کی فراخی اور آخرت میں بہترین روزی کی بشارت

وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۖ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ سورۃ ابراہیم - پ ۱۳ - آیت ۷

ترجمہ:- اور یاد کرو جب تمہارے رب نے تمہیں بتلا دیا کہ اگر تم نے شکر گزاری اختیار کی تو تمہیں اور زیادہ دوں گا۔ اور اگر ناشکری کرو گے تو (یاد رکھو کہ) میرا عذاب بہت سخت ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُمْ دَرَجَاتٌ عِندَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ سورۃ انفال پ ۹ - آیت ۲تا۴

ترجمہ:- درحقیقت مومن وہی ہیں۔ کہ (جب اُن کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب ان کے سامنے اس کے احکام پڑھ کر سنائے جاتے ہیں تو یہ احکام ان کے ایمان کو اور زیادہ بڑھا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے (نیکی کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے مومن ہیں۔ انہی کے واسطے اُن کے رب کے پاس بلند مرتبے ہیں۔ عفو و بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝

سورۃ فاطر - پ ۲۲ - آیات ۲۹-۳۰

ترجمہ:- وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور (با قاعدہ) نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ ان میں سے ظاہر و پوشیدہ (اس کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔ وہ حقیقتاً ایسی تجارت کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی گھاٹا نہ پڑے۔ تاکہ اللہ ان کے صلے ان کو پورے پورے دے اور اپنے فضل سے اور بھی زیادہ دے۔ وہ حقیقتاً بخشنے والا اور شکریہ قبول کرنے والا ہے۔

ان آیات کریمہ سے یہ صاف طور پر واضح ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والوں کے لئے نہ صرف دنیا میں رزق کی فراوانی کی جاتی ہے بلکہ آخرت میں بھی بہترین اور باعزت روزی مہیا کی جاتی ہے۔ رزق کی فراخی کے علاوہ انہیں ایسا اطمینان قلب نصیب ہوتا ہے جو کوٹھیوں میں بسنے والوں کاروں اور ہوائی جہازوں میں سفر کرنے والوں اور لاکھوں روپے کے ہیر پھیر کرنے والوں کو میسر نہیں ہوتا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:-

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ۝

سورۃ الرعد - پارہ ۱۳ - آیت ۲۸

ترجمہ:- یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور اللہ کے ذکر سے اُن کے دل اطمینان حاصل کرتے

بچوں کا صفحہ

ماں باپ کے حقوق

قاری فیوض الرحمٰن

پیارے بچو! اللہ تعالےٰ کے بعد سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے۔ بچے پر جتنے احسان ماں باپ کے ہوتے ہیں اُن کا بدلہ وہ عمر بھر نہیں دے سکتا۔ ماں باپ نے تمہیں پالا پوسا۔ ماں نے تمہاری خاطر دن رات کا آرام قربان کیا۔ ماں باپ نے خون پسینہ ایک کر کے تمہاری ہر ضرورت پوری کی۔ اور تمہارے آرام و آسائش کا سامان مہیا کیا، اور ماں باپ دونوں نے تمہاری صحیح تربیت اور تعلیم کا انتظام کیا۔ انہیں دونوں کی محبت و شفقت کی بدولت تمہیں عزت و راحت نصیب ہوئی، ماں باپ کی انہی مہربانیوں کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے اپنی فرمانبرداری اور حکم کے بعد انسان کو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ:۔

(۱) تمہارے رب نے حکم دیا ہے، کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت و بندگی نہ کرو، اور اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اور اگر وہ دونوں، یا اُن میں سے ایک تمہارے ہوتے ہوئے بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان سے اُف تک بھی نہ کہو، اور نہ ہی ان کو جھڑکو، ان سے شرافت اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرو، ان کے سامنے نرمی سے جھکے رہو اور ان کے حق میں دُعا کرتے رہو کہ اے میرے رب! جس رحم سے انہوں نے مجھے پالا، تو بھی ان پر ویسا ہی رحم فرما۔"

(سورہ بنی اسرائیل پ ۱۵)

(۲) جو لوگ ماں باپ کا حق ادا کرتے ہیں، ان کے بارے میں اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں:۔

"ہم ان کے اچھے کاموں کو قبول کریں گے اور ان کی برائیوں کو معاف کر کے انہیں جنت والوں میں شامل کر دیں گے۔"

"سورۃ الاحقاف"

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ماں باپ کے حق ادا کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ آپ کے چند ارشادات، حسب ذیل ہیں:۔

رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔

ترجمہ:۔ "خدا تعالےٰ کی خوشنودی باپ کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔"

"ترمذی شریف"

(۲) آپؐ نے فرمایا "کسی انسان کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا ہاں! کوئی انسان جب گالی کسی دوسرے آدمی کے باپ کو دیتا ہے تو وہ آدمی اس کے باپ کو جواباً گالی دیتا ہے، اور جب کوئی شخص کسی کی والدہ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواباً اس کی والدہ کو گالی دیتا ہے۔"

"بخاری شریف"

پیارے بچو! ہمارے اس زمانہ میں بعض ایسے بد نصیب بھی ہیں جو براہ راست اپنے والدین کو گالیاں دیتے ہیں، ان سے زیادہ بد بخت اور کون ہو سکتا ہے۔ اللہ ہمیں والدین کی بے ادبی سے بچائے۔ آمین

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ کو یوں فرمایا: "تو اور تیرا مال تیرے باپ ہی کے ہیں" حضورؐ کے اس ارشاد سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کی خدمت کیا کریں اور جو کچھ کمائیں ان کے قدموں میں ڈال دیں۔"

ماں باپ کی فرمان برداری کی نہایت ہی عالیشان مثال حضرت اسماعیل علیہ السلام نے پیش کی۔ جب ان کے والد محترم جناب حضرت خلیل اللہ نے آپؑ کو بتایا کہ مجھے خواب میں اشارہ ہوا ہے کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں تو آپؑ نے فوراً اپنی جان پیش کر دی اور عرض کیا:۔

یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ط سورۃ صٰفٰت

ترجمہ:۔ اے میرے پیارے باپ! آپ کو جو حکم ہوا ہے۔ اس کی تعمیل فرمائیے۔ اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔"

(۴) ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے "ماں" کے حق پر اور بھی زیادہ زور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ "جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔"

(۵) ایک بار ایک صحابیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میری خدمت کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا "تیری ماں" صحابیؓ نے پوچھا پھر کون؟ آپؐ نے فرمایا اُمُّكَ "تیری ماں"۔ اس نے پھر پوچھا، آپؐ نے فرمایا "تیری ماں"۔ جب اس نے چوتھی مرتبہ پوچھا پھر کون؟ تو آپؐ نے فرمایا "پھر تیرا باپ"

پیارے بچو! ماں کی خدمت کا حق اس لیے زیادہ ہے کہ بچے کو پالنے میں ماں بہت زیادہ مشقت اٹھاتی ہے، اسے گود میں لیے پھرتی ہے۔ پیار سے چھاتی سے لگاتی اور دودھ پلاتی ہے۔ خود ٹھٹھرتی ہے اور اپنے بچے کو سردی سے بچاتی ہے۔ اور اگر بچہ بیمار ہو جائے تو اس کی تیمار داری میں دن رات ایک کر دیتی ہے

جو بچے ماں کی شفقت اور نرمی کے بدلے اس کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ وہ اپنی عاقبت خراب کرتے ہیں۔ اگر اس سے پیشتر ناسمجھی سے کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو انہیں اپنے غلط رویے سے فوراً تائب ہو جانا چاہیئے۔ اور والدین کے ساتھ محبت اور احسان کا سلوک کرنا چاہیئے۔

اگر خدا نخواستہ ماں باپ بچے کی زندگی ہی میں فوت ہو جائیں تو بچے کو ان کا حق ہرگز نہیں بھولنا چاہیئے۔ انہیں دعاؤں میں یاد کرتا رہے اور ان کے حق میں صدقہ دیتا رہے۔ اس لیے کہ ایک صحابیؓ نے رسول کریمؐ سے پوچھا کہ میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں۔ کیا اب بھی مجھ پر ان کا حق باقی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ "ہاں" تم ان کے حق میں خدا سے مغفرت مانگو۔ انہوں نے کسی سے وعدہ کیا ہو تو تم اسے پورا کرو۔ اور جن رشتہ داروں اور دوستوں سے وہ احسان کیا کرتے تھے۔ تم بھی ان سے احسان کرتے رہو۔"

اللہ تعالےٰ ہم سب کو والدین کی پوری پوری اطاعت کرنے کی توفیق بخشیں۔

آمین

مبر پرنٹنگ پریس جی ٹی روڈ شاہدرہ میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔

۱۱ ستمبر ۱۹۶۲ء

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۳۱/G مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۷۳.T.B.C ۳۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

